امام محمدؒ

امام ابوحنیفہ تاریخ بغداد کے آئینے میں

خطیب الہند مولانا محمد صاحب جوناگڑھی

اہل حدیث اکیڈمی مئوناتھ بھنجن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

منہاج السنت ڈاٹ کام پر تمام ''پی ڈی یف'' کتب قارئین کے مطالعے اور دعوتی و اصلاحی مقاصد کے لئے اپلوڈ کی جاتی ہیں۔

تنبیہ

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی سخت ممانعت ہے، اور ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

منہاج السنت النبویہ ﷺ لائبریری ٹیم

مشہور محدث وامام خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی مایہ ناز کتاب

تاریخ بغداد کے ایک جزء کا ترجمہ

امام محمدی

امام ابو حنیفہؒ تاریخ بغداد کے آئینے میں

مصنف

خطیب الہند حضرت مولانا محمد صاحب محدث جوناگڈھیؒ

مراجعہ و تصحیح

مولانا ابو فیصل رحمان انصاری

اهل حدیث اکیڈمی مئو ناتھ بھنجن

نام کتاب	....	امام محمدی
مصنف	....	مولانا محمد صاحب جونا گڈھیؒ
مراجعہ و تصحیح	....	مولانا ابو فیصل رحمان انصاریؔ
کتابت	....	اہل حدیث کمپیوٹر مئو
طابع وناشر	....	اہل حدیث اکیڈمی مئو ناتھ بھنجن
قیمت	....	36/00 روپئے
سن طباعت اول	....	دسمبر ۲۰۰۰ء



جوؔہر انصاری

Ahlehadees Academi
Mirzahadipura chowk
MauNath Bhanjan U.P INDiA

فہرست مضامین

تاریخ بغداد

الثالث عشر

أو مدينة السلام

للحافظ أبي بكر أحمد بن علي الخطيب البغدادي

وضعه في أزهى عصور الإسلام منذ تأسيسها إلى وفاته عام ٤٦٣ھ

الناشر: دار الكتاب العربي
بيروت لبنان

اپنی بات

حافظ الحدیث امام خطیب بغدادی کی شخصیت علمی دنیا میں محتاج تعارف نہیں ہے۔ آپ سو سے زیادہ بلند پایہ علمی و تحقیقی کتابوں کے مصنف ہیں۔ حافظ ابن حجر کے بقول حدیث کے ہر فن میں آپ کی مستقل تصنیف ہے جو اہل علم و تحقیق کے لئے مرجع کی حیثیت رکھتی ہے، لیکن عالم اسلام میں آپ کو شہرت دینے والی اور آپ کی قابلیت وصلاحیت کا دلوں میں سکہ بٹھانے والی بے نظیر کتاب تاریخ بغداد ہے جس میں آپ نے علماء، صلحاء، ائمہ، زھاد، خلفاء، ملوک، وعاظ، اطباء، شعراء وغیرہ کے حالات ان کے ماثر اور علمی کمالات کو بیان کیا ہے۔ اسی کتاب کے ایک جز میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی تذکرہ ہے، زیر نظر کتاب اسی جز کا اردو ترجمہ ہے،

امام ابو حنیفہ کی شخصیت کے بارے میں امت مسلمہ تین طبقوں میں منقسم ہے ایک طبقہ ان کا اس قدر مداح ہے کہ ان سے منسوب ہر بات وہر فعل کو بنظر استحسان دیکھتا ہے اگر چہ وہ عقلاً محال اور نقلاً غلط ہی ہو بلکہ قرآن و سنت اور تاریخ اسلام کے عین خلاف ہی کیوں نہ ہو، دوسرا طبقہ ان کی تنقیص، اہانت اور ان کی شان میں گستاخی کو جائز و حق سمجھتا ہے، تیسرا طبقہ انزلو الناس منازلھم کے پیش نظر اعتدال کی راہ اپناتا ہے اور ان کو وہی حیثیت دیتا ہے جس کے وہ حقیقی معنی میں مستحق ہیں، امام ابو حنیفہ کی شخصیت کے مختلف فیہ ہونے کی بنا پر امام خطیب بغدادی نے ان کے مناقب و مثالب دونوں کو پوری دیانت داری کے ساتھ مع سند ذکر کیا ہے انھوں نے یہ طریقہ اس لئے اپنایا ہے تاکہ ان کی شخصیت کے بارے میں اعتدال قائم ہو، نہ ہی ان کو ان کے درجے سے بڑھایا جائے اور نہ ہی ان کی وقعت کم کرنے کے لئے ان کے درجے سے گھٹایا جائے بلکہ یہ اعتقاد رکھا جائے کہ ابو حنیفہ بھی ایک امتی ہیں اور اپنی جلالت قدر کے باوجود دیگر علماء کرام ہی کی طرح ہیں جس طرح اوروں کے اقوال صحیح بھی ہوتے ہیں اور غلط بھی، اسی طرح ان کے بھی ہیں، ان کا جو قول قران وحدیث کے موافق ہو وہ سر آنکھوں پر اور جو اس کے خلاف ہو اسے یکسر رد کر دیا جائے، ان کی ہر بات کو آنکھ بند کر کے تسلیم نہ کیا جائے کیونکہ جن بزرگوں نے ان کے مناقب کو بیان کیا ہے انھوں نے ہی ان کے تسامحات کو بھی واضح کیا ہے،

خطیب بغدادی لکھتے ہیں

وقد سقنا عن ایوب السختیانی، وسفیان الثوری، وسفیان بن عیینه، وابی بکر بن عیاش وغیرهم من الائمة اخبارا کثیرة تتضمن تقریظ ابی حنیفة والمدح له والثناء علیه، والمحفوظ عند نقلة الحدیث عن الائمة المتقدمین وهولاء المذکورین منهم فی ابی حنیفة خلاف ذلك وکلامهم فیه کثیر لامور شنیعة حفظت علیه متعلق بعضها باصول الدیانات وبعضها بالفروع، نحن ذاکروها بمشیئة الله ومعتذرون علی

من وقف علیها وکره سماعها ، بان اباحنیفة عندنا مع جلالة قدره اسوة غیره من العلماء الذین دونا ذکرهم فی هذاالکتاب واوردنا اخبارهم ، وحکینا اقوال الناس فیهم علی تباینها ، والله الموفق للصواب (تاریخ بغداد ج۱۳ ص: ۳۶۹)

ہم نے ایوب سختیانی، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، ابو بکر بن عیاش وغیرہ ائمہ سے بہت سے اقوال بیان کئے جو امام صاحب کی تعریف اور مدح وثنا کو شامل ہیں، لیکن متقدمین ائمہ حدیث سے اور خود ان بزرگوں سے بھی جو محفوظ اقوال امام صاحب کے بارے میں مروی ہیں وہ اس کے سراسر خلاف ہیں اور وہ اقوال بھی بہ کثرت ہیں اور ان سے کئی ایک برائیاں امام صاحب کی ثابت ہوتی ہیں، جو حفاظت کے ساتھ ہم تک پہونچی ہیں، بعض برائیاں تو اصول دیانت میں ہیں اور بعض فروع دیانت میں ہیں، اب ہم ان شاء اللہ تعالیٰ انھیں ذکر کرتے ہیں اور جو لوگ ان کا سننا اور ان سے واقف ہونا پسند نہیں کرتے ہیں ان کی خدمت میں معذرت کرتے ہیں کہ امام صاحب بھی ہمارے نزدیک باوجود اپنی جلالت قدر کے اور علماء کرام کی طرح ہی ہیں، جہاں ہم نے اپنی اس کتاب میں ان کے تمام حالات اور جو کچھ ان کے بارے میں علماء نے خیالات ظاہر کئے تھے، نقل کردیئے ہیں اسی طرح اب امام صاحب کی زندگی کا دوسرا پہلو بھی ظاہر کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہی صواب وحق کی توفیق دینے والا ہے۔

اس کتاب کا اردو ترجمہ ترجمان القرآن والسنۃ مولانا محمد صاحب محدث جوناگڈھی رحمہ اللہ کے قلم سے ہے اور امام محمدی کے نام سے عرصہ پہلے شائع ہو چکا ہے۔ میں نے ترجمہ کو تاریخ خطیب بغدادی کے قدیم وجدید نسخہ سے موازنہ ومراجعہ کیا ہے، اگر جدید نسخہ میں کچھ اضافہ ملا ہے تو ترجمہ میں اس کا اضافہ کردیا ہے اور دونوں نسخوں میں الفاظ کے مختلف ہونے کی صورت میں ترجمہ اس طرح کردیا ہے کہ دونوں کے مفہوم ادا ہو جائیں، مترجم نے اشعار کے صرف ترجمہ پر اکتفا کیا تھا، اس اڈیشن میں عربی اشعار کا اضافہ بھی کردیا ہے تاکہ ترجمہ کے ساتھ اصل عربی اشعار کا بھی لطف لیا جائے، امام محمدی میں کتابت وطباعت کی بے شمار غلطیاں تھیں میں نے ان تمام غلطیوں کو حتی الامکان درست کرکے کتاب کو مفید ومعیاری بنانے کی کوشش کی ہے، امید ہے کہ یہ کتاب علمی ودینی حلقوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھی جائے گی، اور افراط وتفریط سے بچ کر اعتدال کی راہ اپنانے والوں کے لئے رہنما ثابت ہوگی۔

میں اہل حدیث اکیڈمی مئو کے سکریٹری جناب جوہر انصاری وجملہ ذمہ داران جن کے مخلصانہ تعاون ودلچسپی سے یہ کتاب منظر عام پر آرہی ہے، دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکر گذار اور ان کی صحت وتندرستی نیز داعیانہ ومومنانہ عزم وحوصلہ میں مزید استحکام کا متمنی ودعاگو ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے، اور اسے دارین میں ان کی کامیابی وسربلندی کا ذریعہ بنائے۔ آمین

وما ذلك علی الله بعزیز

ابو فیصل رحمان انصاری

علامہ امام خطیب بغدادیؒ کے مختصر حالات

امام ذہبی تذکرۃ الحفاظ جلد ثالث ص: ۳۱۲ میں فرماتے ہیں کہ خطیب بغدادیؒ بڑے حافظ امام شام وعراق کے محدث تھے، آپ کے والد بھی بہت بڑے محدث اور درزنجان کے خطیب تھے، کنیت ابو بکر اور نام احمد علی بن ثابت ہے ۲۴ جمادی الاخری ۳۹۲ھ بروز جمعرات بغداد میں پیدا ہوئے، معمولی تعلیم سے آپ گیارہ سال کی عمر میں فارغ ہوگئے، پھر طلب علم حدیث میں لمبے لمبے سفر کئے اور اس فن میں ایک ممتاز حیثیت حاصل کرلی، ان کے شاگرد ابن ماکولا کہتے ہیں کہ خطیب حدیث نبوی کی معرفت، حفظ وضبط واتقان اور حدیثوں کی علتوں اور سندوں کے جاننے اور صحیح وغریب، مفرد ومنکر اور ساقط کے معلوم کرنے میں ان پچھلے خاص لوگوں میں سے تھے جن کا میں نے مشاہدہ کیا ہے، امام دار قطنی کے بعد خطیب جیسا کوئی محدث نہیں پیدا ہوا اور شاید خطیب نے خود بھی اپنے جیسا کسی کو نہ پایا ہوگا۔ امام ابواسحاق شیرازی کہتے ہیں کہ خطیب حدیث کے پہنچانے اور یاد رکھنے میں امام دار قطنی کے مثل تھے، حافظ سمعانی نے فرمایا کہ خطیب ہیبت ووقار والے ثقہ، مستعد خوشخط بڑے ضابط اور فصیح تھے حافظوں کا ان پر خاتمہ ہوگیا، ابن شافع نے کہا کہ علوم حدیث میں حفظ واتقان کا خطیبؒ پر خاتمہ ہوگیا۔ سمعانی کہتے ہیں کہ خطیب کی ۵۶ تصنیفات ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ تاریخ ابن خلکان میں مرقوم ہے کہ خطیب کی قریب ۱۰۰ کے تصنیفات ہیں، اور اگر ان کی تصنیف سوا تاریخ بغداد کے اور کوئی نہ بھی ہوتی تو صرف یہ تاریخ ہی ان کے علم وفضل اور وسعت معلومات کی شہادت کے لئے کافی تھی، جس کتاب کے اس ایک جزو کے چھاپنے کا فخر ہمیں آج حاصل ہو رہا ہے،

شجاع نے کہا کہ خطیب امام تھے، مصنف تھے، ان جیسا کوئی نہ تھا۔ ابوالحسن ہمدانی نے فرمایا کہ خطیب کی موت سے علم حدیث کی موت ہوگئی۔

فضل بن عمر نسوی کہتے ہیں میں جامع صور میں امام خطیب کے پاس بیٹھا تھا

کہ ایک علوی آیااور امام صاحب سے عرض کی کہ یہ تین سو دینار ہیں آپ اسے قبول فرمایئے اور اپنی ضروریات میں خرچ کیجئے، آپ نے نہایت لاپرواہی سے انکار کر دیا۔ اس نے ان دیناروں کو آپ کی جانماز پر ڈال دیا آپ جھلا کر جانماز جھاڑ کر وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور وہ شخص اپنا سامنہ لے کر اپنے دینار سمیٹ کر چل دیا، ابوزکریا تبریزی کا بیان ہے کہ جامع دمشق میں میں پڑھتا تھا اور مسجد ہی کے ایک حجرے میں رہتا تھا کبھی کبھی امام خطیب میرے پاس تشریف لاتے ادھر ادھر کی باتیں کر کے مجھ سے فرماتے دیکھو بھائی ہدیہ قبول کرنا بھی مسنون طریقہ ہے یہ کہہ کر ایک پڑیا میرے سامنے رکھ کر چلے جاتے میں اسے کھولتا تو اس میں پانچ اشرفیاں نکلتیں جو آپ مجھے قلم دوات کے خرچ کے لئے دے جایا کرتے تھے، آپ خوش آواز اور بلند لہجہ تھے جس وقت جامع مسجد میں احادیث پڑھتے تھے تو مسجد گونج اٹھتی تھی، الفاظ حدیث کے اعراب ظاہر کر کے نہایت صحت کے ساتھ پڑھتے تھے، حج کے زمانہ میں جب آپ چاہ زمزم کے پاس پہنچتے تو اس حدیث کو یاد کرتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "زمزم کا پانی جس مقصد کے لئے پیا جائے اللہ تعالیٰ اسے پورا کرتا ہے" آپ تین مقصد دل میں رکھتے اور تین مرتبہ چاہ زمزم کا پانی پیتے ایک تو یہ کہ تاریخ بغداد آپ لکھ سکیں دوسرے یہ کہ بغداد کی مشہور جامع منصور میں آپ درس حدیث دیں، تیسرے یہ کہ بشر حافی کے پڑوس میں آپ دفن ہوں، آپ کی یہ تینوں دعائیں قبول ہوئیں دس ضخیم جلدوں میں آپ نے تاریخ بغداد لکھی جس کے اس ایک حصہ کو جو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے متعلق ہے، آج ہمیں بمع ترجمہ طبع کرنے کا فخر حاصل ہو رہا ہے،

فالحمد للہ علی ذلک۔

جامع بغداد کے آپ مدرس بنے اور انتقال کے بعد آپ کی تربت بھی وہیں ہوئی جہاں کی آپ کی دعا تھی، ہر دن رات میں آپ ایک مرتبہ قرآن کریم ختم کیا کرتے تھے اور ترتیل کے ساتھ پڑھا کرتے تھے اور لوگوں کو حدیث بھی پڑھایا کرتے تھے آپ کا مرتبہ حکومت کی نظر میں اتنا بڑا تھا کہ رئیس الروسا نے حکم دیا تھا کہ کوئی شخص وعظ، خطبہ وغیرہ میں کوئی حدیث بیان نہ کرے جب تک کہ امام خطیبؒ سے

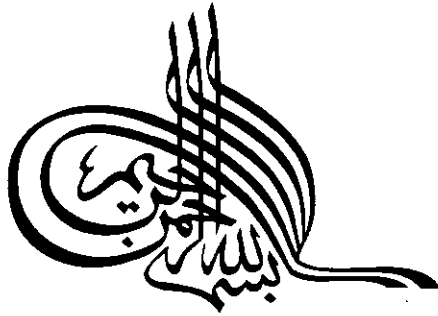
اجازت نہ حاصل کرلے، کیونکہ حدیث کی پرکھ میں آپ کو کمال حاصل تھا، یہودیوں نے خلیفۂ اسلام کے سامنے ایک عہد نامہ پیش کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ یہودیان خیبر سے جزیہ نہ لیا جائے اس عہد نامہ پر بڑے بڑے صحابہؓ کے دستخط تھے اور عہد نامہ نبی ﷺ کا کیا ہوا بتلایا جاتا تھا، سلطنت میں ایک کھلبلی مچ گئی، آخر امام خطیب کے سامنے اسے پیش کیا گیا آپ نے بیک نگاہ دیکھتے ہی فرمایا کہ یہ جعلی ہے، یہودیوں کی شرارت ہے انھوں نے خود اسے بنالیا ہے آپ سے ثبوت طلب کیا گیا تو آپ نے فرمایا دیکھو اس پر ایک گواہی تو حضرت امیر معاویہؓ کی ہے، فتح خیبر ۷ھ میں ہوا اور امیر معاویہ اس وقت اسلام بھی نہیں لائے تھے وہ ۸ھ میں فتح مکہ والے سال مسلمان ہوئے تھے پھر ان کے دستخط اس عہد نامہ پر جوان کے اسلام سے ایک سال پہلے لکھا گیا کہاں سے آگئے، علاوہ ازیں دوسری شہادت اس پر حضرت سعد بن معاذؓ کی ہے حالانکہ جنگ خیبر سے پہلے ہی وہ انتقال فرماچکے تھے، ۵ھ میں غزوۂ خندق کے زمانہ میں ان کا انتقال ہوا اور ۷ھ میں خیبر کی زمینیں حضور ﷺ کے قبضہ میں آئیں تو وہ اپنے انتقال کے دوسال بعد کسی عہد نامہ پر کیسے دستخط کرتے؟ یہ ایک واقعہ ہی نہیں اس جیسے بیسیوں واقعات نے دنیا کو مجبور کردیا تھا کہ وہ باور کرلیں کہ حضرت امام خطیبؒ اپنے زمانہ کے بے مثل امام اور زبردست علامہ اور لاثانی محدث تھے، باوجود اس علم وفضل، زہد و قناعت بے نفسی اور بے غرضی کے آپ بڑے سخی تھے، محدثین اور طلباء حدیث کے ساتھ عمدہ سلوک کیا کرتے تھے، انتقال سے پہلے اپنا تمام مال محدثین پر تقسیم کردیا، اپنی تمام کتابیں اللہ کی راہ میں وقف کردیں، علم حدیث کے تقریباً ہر فن میں آپ کی کوئی نہ کوئی تصنیف ہے، آپ کی تصانیف کی عام مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ آج تمام علماء طلباء ان کے یکسر محتاج ہیں، مخلوق ان کی تصانیف کی طرف جھکی ہوئی ہے، بڑے بلندپایہ شعراء نے آپ کی تصانیف کی تعریف میں اپنا زور قلم دکھایا ہے اور ان کی حلاوت کو ان کی لذت کو ان کی تحقیق کو اور ان کی خوش اسلوبی اور حسن بیان اور بلندپایہ تحقیق کو نہایت پسند کیا ہے، اور خوب تعریف کی ہے بلکہ دنیا کی کسی چیز کو وہ اتنی محبوب نہیں سمجھتے جتنی محبت انہیں حضرت امام خطیبؒ کی تصانیف سے ہے،

امام خطیب ماہ رمضان ۴۶۳ھ کے نصف میں بیمار ہوئے یکم ذی الحجہ کو حالت نازک ہو گئی اور ۷ ذی الحجہ کو انتقال ہو گیا، جنازہ کی نماز قاضی ابو الحسین نے پڑھائی اور آپ نے اپنی مقبول دعا اور دلی تمنا کے مطابق بشر حانی کی قبر کے پاس دفن کئے گئے، ان کے جنازہ کے آگے ایک جماعت یوں پکارتی جاتی تھی، یہ وہ شخص ہے جو حدیث نبوی سے اعتراض کو دفع کرتا تھا، یہ وہ بزرگ ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے کذب کو دور کرتے تھے یہ وہ ہیں جو حدیث پیغمبر کے حافظ تھے، ان کا جنازہ اٹھانے والوں میں ابو اسحاق شیرازی بھی تھے، علی بن حسین کہتے ہیں کہ خطیب کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا کہ ایک شخص میرے سامنے کھڑا ہے میں نے اس سے خطیب کا حال پوچھا اس نے کہا کہ بیچ جنت میں جاؤ، وہاں نیکوں سے ملاقات ہوتی ہے، رسیلی کہتے ہیں کہ میں ماہ ربیع الاول کی بارہویں ۴۶۳ھ کو بغداد میں سویا ہوا تھا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ہم لوگ عادت سابقہ کے مطابق امام خطیب کے پاس تاریخ بغداد پڑھنے کو جمع ہیں۔

شیخ نصر مقدسی خطیب کے دائیں جانب ہیں اور ان کے دائیں جانب رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں آپ تاریخ بغداد سننے کو تشریف لائے ہوئے ہیں (اسی متبرک کتاب کا یہ ایک جزو ہے جو آج آپ کے ہاتھوں میں ہے فالحمدللہ) تو میں نے کہا یہ ابو بکر خطیب کی بزرگی کی دلیل ہے، نیز بعض صلحاء نے خواب میں دیکھ کر آپ کا حال پوچھا آپ نے جواب دیا کہ میں آرام و آسائش اور نعمت والی جنت میں ہوں، حافظ ابن حجرؒ شرح نخبہ میں فرماتے ہیں کہ حدیث کے ہر فن میں خطیب کی ایک مستقل کتاب موجود ہے، حافظ ابن نقطہ نے سچ فرمایا ہے کہ ہر منصف کو علم ہے کہ تمام محدثین کے بعد انہی کتابوں سے بہرہ یاب ہوتے رہے، ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ حضرت امام خطیبؒ جو اس کتاب ترجمۃ الامام ابی حنیفۃ کے مصنف ہیں خاص خدمت حدیث کیلئے ہی پیدا کئے گئے تھے اور یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے جسے چاہے دے

محمد بن ابراہیم جونا گڈھی

دفتر اخبار محمدی دہلی



تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہیں جو اکیلا ہے اور درود وسلام نازل ہو اس پیغمبر پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں اور آپ کی آل واصحاب پر اور آپ کے تابعداروں پر،

امام ابوبکر خطیب بغدادی "تاریخ بغداد" میں امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کی سوانح عمری میں لکھتے ہیں :

نعمان بن ثابت ابوحنیفہ تیمی اہل رائے کے امام اور اہل عراق کے فقیہ تھے، حضرت انس بن مالک ؓ کو دیکھا ہے اور عطا بن ابورباح، ابواسحاق سبیعی، محارب بن دثار، حماد بن ابوسلیمان، ھیثم بن حبیب صواف، قیس بن مسلم، محمد بن منکدر، نافع (ابن عمرؓ کے آزاد کردہ غلام)، ہشام بن عروہ، یزید فقیر، سماک بن حرب، علقمہ بن مرثد، عطیہ عوفی، عبدالعزیز بن رفیع اور عبدالکریم ابوامیہ وغیرھم سے سنا ہے، اوران (ابوحنیفہ) سے ابویحییٰ حمانی، ہشیم بن بشیر، عباد بن عوام، عبداللہ بن مبارک، وکیع بن جراح، یزید بن ہارون، علی بن عاصم، یحییٰ بن نصر بن حاجب، ابویوسف قاضی، محمد بن حسن شیبانی، عمرو بن محمد عنقری، ہوذہ بن خلیفہ، ابوعبدالرحمٰن مقری، عبدالرزاق بن ہمام اور دوسرے لوگوں نے سنا اور روایت کیا ہے۔

آپ کوفہ کے رہنے والے ہیں، خلیفہ ابوجعفر منصور نے آپ کو بغداد بلالیا تھا، انتقال تک وہیں ٹھہرے رہے اور وہیں مقبرۂ خیزران میں جو مشرقی بغداد میں ہے، دفن کئے گئے، آپ کی قبر وہاں ظاہر اور معروف ہے۔

احمد بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی تیمی، حمزہ زیات کے قبیلہ سے ہیں اور یہ ریشم فروش تھے۔ ابن ابی اسباط کہتے ہیں کہ امام صاحب کی پیدائش کے وقت ان کے والد نصرانی تھے، **عمر بن** حماد بن ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بن زوطی ہیں، زوطی کابل کے رہنے والے تھے اور ثابت اسلام میں پیدا ہوئے تھے اور زوطی بنو تیم اللہ بن ثعلبہ کے غلام تھے انھوں نے ان کو آزاد کردیا تھا۔ ولاء انھیں کی تھی پھر بنی قفل (یا بنی فصل) کی۔

امام صاحب ریشم فروش تھے اور دار عمرو بن حریث میں ان کی مشہور دکان تھی، ابونعیم فضل بن دکین کہتے ہیں ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بن زوطی کی اصل کابل کی ہے۔ ابوجعفر کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ کا اصلی نام عتیک بن زوطرۃ تھا، پھر انھوں نے اپنا نام نعمان اور اپنے والد کا نام ثابت رکھا، یزید بن زریع کہتے ہیں کہ امام صاحب نبطی تھے، ابوعبد الرحمن المقری کہتے ہیں ابوحنیفہ بابل کے رہنے والے ہیں اور کبھی کبھی بابلی زبان میں بات بھی کرتے تھے، یحییٰ بن نضر قرشی کہتے ہیں کہ امام صاحب کے والد کا تعلق "نسا" قبیلہ سے ہے، حارث بن ادریس کہتے ہیں ابوحنیفہ کی اصل "ترمذ" کی ہے، بہلول قاضی کہتے ہیں کہ ثابت جو امام صاحب کے والد ہیں یہ اہل انبار میں سے ہیں، امام صاحب کے پوتے اسماعیل فرماتے ہیں کہ ہم اولاد فارس ہیں، ہم آزاد ہیں، خدا کی قسم ہم پر کبھی غلامی نہیں آئی، میرے دادا ۸۰ھ میں تولد ہوئے اور ان کے والد ثابت

انہیں لے کر حضرت علیؓ بن ابی طالب کے پاس گئے،(۱) اس وقت امام صاحب چھوٹے بچے تھے، حضرت علیؓ نے ان کے اور ان کی اولاد کے لئے برکت کی دعا کی ،ہمیں اللہ سے امید ہے کہ اس نے حضرت علیؓ بن ابو طالب کی دعا کو ہمارے حق میں قبول کرلی ہوگی، کہتے ہیں کہ نعمان بن مرزبان ثابت کے والد وہی ہیں جنھوں نے حضرت علیؓ بن ابو طالب کو نیروز کے دن فالودے کا ہدیہ دیا تھا اور حضرت علی نے جواب دیا تھا کہ ہمارا نیروز ہر دن ہے،اور کہا گیا ہے کہ یہ واقعہ مہرجان کا ہے اور حضرت علیؓ نے فرمایا تھا کہ ہمارا مہرجان ہر دن ہے۔

ابن ہبیرہ کا امام صاحب کو قاضی بنانے کی خواہش کرنا اور امام صاحب کا اس سے انکار کرنا

عبیداللہ بن عمرو الرقی فرماتے ہیں کہ ابن ہبیرہ نے امام صاحب کو کوفے کا قاضی بنانا چاہا، امام صاحب نے انکار کیا تو اس نے ایک سو دس کوڑے مارے، ہر دن دس کوڑے لگتے تھے لیکن آپ انکار ہی کرتے رہے،یہ دیکھ کر اس نے چھوڑ دیا۔ عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں ابن ہبیرہ نے امام صاحب کو ایک سو دس کوڑے اس بنا پر پٹوائے کہ وہ عہدۂ قضا قبول کرلیں، لیکن امام صاحب نے انکار کیا،ابن ھبیرہ مروان کی جانب سے بنوامیہ کے زمانہ میں عراق کے گورنر تھے،ابو بکر بن عیاش کہتے ہیں امام صاحب کو عہدۂ قضا قبول نہ کرنے پر بہت پیٹا گیا، ربیع بن عاصم (مولیٰ بنی فزارہ) کہتے ہیں کہ مجھے یزید بن عمر بن ھبیرہ نے بھیجا میں امام صاحب کے پاس آیا اور ان کو بلا کر لے گیا اس نے آپ کو بیت المال

(۱) یاد رہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ۴۰ھ میں ہوئی ہے ملاحظہ ہو دیوبندی جماعت کے پیشوا حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی کی معرکۃ الآرا کتاب "المرتضی" صفحہ ۲۸۲ اور سیرت کی مشہور کتاب رحمۃ للعالمین ج ۲ صفحہ ۷۷

پر مقرر کرنا چاہا آپ نے انکار کیا اس بنا پر آپ کو اس نے کوڑوں سے پٹوایا۔

عبدالحمید کہتے ہیں کہ امام صاحب کو ہر روز خلیفہ کے سامنے لایا جاتا تھا اور انہیں کوڑے لگائے جاتے تھے تاکہ عہدۂ قضا قبول کرلیں، لیکن آپ انکار کردیا کرتے تھے، ایک دن تو میں نے انہیں روتے ہوئے دیکھا تھا، اس بلا سے چھٹکارا پانے کے بعد آپ نے مجھ سے کہا کہ مجھے اپنی والدہ کا غم کوڑوں کی ضرب سے زیادہ تھا۔

اسماعیل بن سالم فرماتے ہیں کہ امام صاحب کو عہدۂ قضا قبول کرنے کے لئے مارا پیٹا بھی گیا، لیکن آپ نے قاضی بننا قبول نہ فرمایا، حضرت امام احمد بن حنبل کو جب کبھی یہ واقعہ یاد پڑتا تو وہ رو دیتے اور امام صاحب کے لئے رحم کی دعا کرتے، کیوں کہ خود ان پر بھی ایسا ہی واقعہ گذر چکا تھا۔ امام صاحب کے پوتے (اسماعیل بن حماد) فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ہمراہ ایک مرتبہ کناسہ (کوڑا کرکٹ ڈالنے کی جگہ) کی طرف گیا وہاں والد رو دیئے، میں نے کہا ابا جان! آپ کیسے روئے فرمانے لگے بیٹا! اسی جگہ ابن ہبیرہ نے میرے والد کو دس دن تک کوڑے لگوائے تھے ہر روز دس کوڑے پڑتے تھے اس بنا پر کہ وہ قاضی بنیں، اور وہ انکار کرتے تھے، ایک قول یہ بھی ہے کہ خلیفہ ابو جعفر منصور نے امام صاحب کو کوفے سے بغداد بلایا تھا تاکہ قاضی بنائے جائیں۔

امام صاحب کا بغداد آنا اور وہیں وفات پانا

بشر بن ولید کندی فرماتے ہیں کہ امیر المومنین ابو جعفر نے امام صاحب کو بلوایا اور عہدۂ قضا دینا چاہا لیکن امام صاحب نے انکار کیا، خلیفہ نے قسم کھالی کہ تمہیں یہ کام کرنا پڑے گا، ادھر امام صاحب نے بھی حلف اٹھالیا کہ ہرگز

نہیں کروں گا، منصور نے دوبارہ قسم کھائی، امام صاحب نے بھی اپنی قسم دوہرادی، دربان کہنے لگا آپ دیکھتے نہیں کہ امیر المومنین قسم کھا بیٹھے ہیں، امام صاحب نے فرمایا میں جتنا قسم کا کفارہ دینے پر قادر ہوں اس سے بہت زیادہ قدرت امیر المومنین کو ہے، یہ کہا اور اپنے انکار پر جمے رہے، اسی بنا پر بحکم خلیفہ اسی وقت جیل خانہ بھیج دیئے گئے۔

ابو العلاء کہتے ہیں کہ اپنی قسم کا کفارہ ادا کرنے کے لئے آپ چند دنوں تک قاضی بنے لیکن یہ بات از روئے نقل صحیح نہیں، بلکہ صحیح یہ ہے کہ انتقال بھی جیل خانہ میں ہی ہوا۔

خارجہ کہتے ہیں کہ ابو جعفر نے امام صاحب کو قضا کے لئے بلوایا لیکن امام صاحب کے انکار کی بنا پر قید کر دیا۔ پھر ایک دن سامنے بلا کر کہا کہ ہمارے کام سے تم اعراض کرتے ہو آپ نے فرمایا امیر المومنین کو اللہ تعالی نے اس کے لائق بنایا ہے اور میں اس کا اہل نہیں ہوں' خلیفہ نے فرمایا تم غلط کہتے ہو پھر دوبارہ خلیفہ نے اسی عہدہ کو پیش کیا امام صاحب نے فرمایا آپ میری نسبت خود فیصلہ کر چکے ہیں میں اس عہدے کے قابل نہیں ہوں اس لئے کہ آپ نے مجھے جھوٹا ٹھہرایا۔ اگر میں واقعی جھوٹا ہوں تو میں قاضی بننے کے لائق نہیں ہوں اور اگر سچا ہوں تو میں صاف کہہ رہا ہوں کہ میں اس عہدے کے قابل نہیں، چنانچہ یہ جواب سن کرانہیں پھر جیل خانہ بھیج دیا گیا۔

ربیع بن یونس کہتے ہیں میں نے امیر المومنین منصور کو دیکھا کہ وہ امام صاحب کو بہ کوشش یہ عہدہ دینا چاہتے تھے اور امام صاحب فرماتے تھے اللہ سے ڈرو اور یہ امانت کسی خدا سے ڈرنے والے کو سونپو، خدا کی قسم مجھے تو رضامندی کی حالت میں بھی اپنے نفس پر اطمینان نہیں تو ناراضگی کی حالت میں کیا اطمینان

ہو گا؟ اگر آپ مجھ پر یہاں تک دباؤ ڈالیں کہ یا تو میں قاضی بننا منظور کروں ورنہ مجھے فرات میں ڈبویا جائے تو واللہ میں ڈوب جانے کو اختیار کروں گا، آپ کے پاس ایسے لوگ موجود ہیں جو اس کے لائق ہیں لیکن میں اپنے میں یہ قابلیت نہیں پاتا۔ خلیفہ نے فرمایا تم جھوٹے ہو۔ تم میں یہ قابلیت یقیناً ہے۔ امام صاحب نے فرمایا لو اب تو خود آپ ہی کی زبان سے فیصلہ ہو گیا، آپ مجھے جھوٹا کہتے ہیں تو جھوٹ بولنے والے شخص کو قاضی بنانا آپ کو کیسے جائز ہو گا؟

عباس الدوری کہتے ہیں کہ جب منصور نے ایک نیا شہر بنایا اور وہیں خود بھی آ گیا اور مشرق کی جانب مہدی بھی آ گیا اور مسجد رصافہ بھی بن گئی، تو امام صاحب کو بلوالیا اور رصافہ کی قضاء انہیں دینی چاہی آپ نے انکار کیا تو منصور نے کہا اگر تم نے یہ کام نہیں کیا تو تمہیں کوڑے مارے جائیں گے، امام صاحب نے فرمایا کیا سچ مچ آپ ایسا ہی کریں گے، جواب ملا کہ یقیناً یہی ہونا ہے تو آپ نے عہدہ قضا قبول کر لیا، دو دن تک تو کوئی مقدمہ نہ آیا تیسرے دن پیتل بیچنے والا ایک شخص دوسرے آدمی کو لئے ہوئے آیا اور کہا کہ اس کے ذمہ میرے دو درہم اور چار وانق ایک پتیلی کی قیمت میں سے باقی ہیں، امام صاحب نے اس دوسرے شخص سے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور دیکھو کہ یہ کیا کہہ رہا ہے اس نے کہا غلط کہتا ہے اس کا میرے ذمہ کچھ بھی باقی نہیں، امام صاحب نے مدعی سے کہا کہو اب کیا کہتے ہو اس نے کہا حضرت اس سے قسم کھلوایئے، امام صاحب نے کہا کہو قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ قسم کھانے پر آمادہ ہو گیا امام صاحب نے جھٹ سے روک دیا اور اپنی جیب سے دو بھاری درہم نکال کر مدعی کو دے کر کہا لو یہ تمہاری بقایہ قیمت ہے وہ درہم لے کر چلتا بنا اس کے دو دن بعد امام صاحب بیمار ہو گئے اور چھ دن بیمار ہو کر فوت ہو گئے۔

ابوالفضل یعنی عباس کہتے ہیں مقبرۂ خیزران میں جب قطانین کے دروازے سے جائیں تو بائیں جانب دو تین قبریں چھوڑ کر آپ کی تربت ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ منصور نے امام صاحب کو قضاء کے لیے نہیں بلکہ کسی اور کام کے لئے بلایا تھا واقدی کہتے ہیں میں کوفہ میں تھا کہ امیر المومنین ابو جعفر نے امام صاحب کو بغداد کی طرف بلالیا۔

زفر بن ہذیل کہتے ہیں کہ ابراہیم کے زمانہ میں امام صاحب حکومت کے خلاف سخت پروپیگنڈے میں مشغول تھے میں نے ایک مرتبہ ان سے کہا کہ کیا آپ اس سے باز نہیں آئیں گے اور ہماری گردنوں میں پہاڑ لٹکائیں گے، اس گفتگو کو تھوڑے ہی دن گذرے ہوں گے کہ منصور کا خط عیسیٰ بن موسیٰ کی طرف آیا کہ امام صاحب کو یہاں بھیج دو، میں یہ سن کر امام صاحب کے پاس گیا، آپ کا چہرہ مارے غم ورنج کے بدل گیا تھا، آخر آپ کو بغداد جانا پڑا، پندرہ روز آپ زندہ رہے پھر آپ کو اس نے کچھ پلایا اور آپ کا انتقال ہو گیا یہ ۱۵۰ھ کا واقعہ ہے امام صاحب کی عمر اس وقت ستر سال کی تھی۔

امام صاحب کی صفت اور سن ولادت کا بیان

علیہ کہتے ہیں امام صاحب ۶۱ھ میں تولد ہوئے اور اس قول کے موئد ابو معشرہ طبری وغیرہ ہیں اور ۱۵۰ھ میں فوت ہوئے۔ لیکن اس قول کی موافقت کوئی نہیں کرتا۔

ابو نعیم کہتے ہیں کہ امام صاحب ۸۰ھ میں تولد ہوئے اور ستر ۷۰ سال کی عمر میں ۱۵۰ھ میں انتقال کر گئے آپ کا نام نعمان بن ثابت ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے ابو نعیم کہتے ہیں کہ امام صاحب ۸۰ھ میں تولد ہوئے اور

۱۵۰ھ میں انتقال ہوا، ستر سال کی عمر پائی، امام صاحب خوبصورت، خوش لباس، خوشبو والے، عمدہ مجلس والے، بہت کرم والے اور اپنے بھائیوں کے ساتھ ہمدردی کرنے والے تھے۔

ابو یوسف کہتے ہیں کہ امام صاحب کا قد درمیانہ تھا، نہ تو زیادہ پست تھے نہ بہت لمبے، باتیں اچھی ہوتی تھیں لب ولہجہ نہایت شیریں ہوتا تھا، اپنے ارادوں میں بہت بیدار مغز تھے۔ محمد بن جعفر کہتے ہیں کہ امام صاحب دراز قد تھے گندمی رنگ تھا لباس بہت اعلی وعمدہ پہنتے تھے، خوشبو کا بہت استعمال کرتے تھے، محض خوشبو سے بے دیکھے پہچان لئے جاتے کہ اب آئے اور اب گھر سے نکلے۔

امام صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میرے سوا ابو حنیفہ کنیت صرف وہی رکھے گا جو پاگل ہو، ابراہیم کہتے ہیں ہم نے اکثر لوگوں کو دیکھا ہے کہ انہوں نے اپنی کنیت ابو حنیفہ رکھی اور ان کی عقل میں ضعف تھا۔

امام صاحب فرماتے ہیں میں نے حضرت عطاء سے مکہ شریف میں ملاقات کی اور ان سے کچھ دریافت کیا تو فرمانے لگے تم کہاں کے ہو میں نے کہا میں کوفی ہوں کہا تم اس شہر کے رہنے والے ہو جنھوں نے دین کے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے اور جدا جدا فریق بن گئے میں نے کہا درست ہے، پھر پوچھا تم کس فرقہ سے تعلق رکھتے ہو میں نے کہا اس سے جو سلف کو برا بھلا نہیں کہتے اور تقدیر پر ایمان رکھتے ہیں اور کسی شخص کو کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہیں کہتے عطاء نے مجھ سے فرمایا تم جان گئے اب اسی پر مضبوط رہنا۔

امام صاحب کا علم کی طرف متوجہ ہونا

امام صاحب فرماتے ہیں جب میں نے طلب علم کا ارادہ کیا تو ہر ہر علم

کے انجام کو پوچھنے لگا مجھ سے کہا گیا تم قرآن کا علم سیکھو، میں نے کہا اگر میں قرآن سیکھ لوں اور حفظ بھی کرلوں تو نتیجہ کیا ہوگا؟ جواب ملا کہ آپ کو بچوں کا اور نوعمر لوگوں کا استاد بنا کر کسی مسجد میں بٹھا دیا جائے گا، پھر یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کے شاگردوں میں سے کوئی آپ کی برابری کا یا آپ سے بھی بڑھ کر نکل آئے تو اس وقت آپ کی ریاست چھن جائے گی، میں نے کہا اگر میں حدیث سنوں اور لکھوں اور اس میں ایسی مہارت پیدا کرلوں کہ دنیا میں کوئی مجھ سے بڑھ کر حافظ الحدیث نہ ہو تو انجام کیا ہوگا؟ کہا آپ کے بڑھاپے اور ضعیفی کے وقت بچے اور نوجوان جمع ہو جائیں گے آپ حدیثیں بیان کریں گے لیکن جہاں کوئی غلطی ہوئی آپ کو جھوٹا کہہ دیا جائے گا اور ہمیشہ یہ خطاب و عار باقی رہے گا۔ میں نے کہا "مجھے اس علم حدیث کی کوئی حاجت نہیں" پھر میں نے پوچھا اگر میں نحو پڑھوں اور عربیت اعلیٰ سیکھوں تو نتیجہ کیا ہوگا؟ کہا آپ معلم بن جائیں گے اور دو تین دینار کا وظیفہ مقرر ہو جائے گا، میں نے کہا اس کا بھی کوئی اعلیٰ نتیجہ نہیں، اچھا اگر میں شاعری سیکھوں تو کیا ہوگا؟ کہا آپ کسی کی تعریف میں قصیدہ کہیں گے ممکن ہے کہ وہ آپ کو کچھ دے دے مثلاً سواری یا خلعت وغیرہ تو خیر، اور ممکن ہے کہ کچھ نہ دے تو اب آپ اس کی ہجو کرنے بیٹھ جائیں گے اور اس میں پاک دامنوں پر بھی تہمتیں تراشیں گے، میں نے کہا مجھے اس علم کی بھی کوئی حاجت نہیں، پھر میں نے پوچھا اگر میں علم کلام پڑھوں تو؟ کہا عموماً علم کلام پڑھنے والے خلاف شرع باتوں کے قائل ہو جاتے ہیں پھر انہیں زندیق اور بے دین کہا جاتا ہے، پس یا تو اس کی وجہ سے آپ قتل کر دیئے جائیں گے یا اپنے خیالات سے ہٹ کر دل شکستہ اور مذموم ہو کر بیٹھ رہیں گے، میں نے کہا اچھا اگر میں فقہ سیکھوں تو؟ کہا پھر تو ہر شخص آپ سے مسائل پوچھتا پھرے گا آپ مفتی اور قاضی بن جائیں گے اگرچہ جوان ہوں، میں نے کہا بس تو اس سے زیادہ نفع دینے والا کوئی علم نہیں، پھر میں علم فقہ سے چمٹ گیا اور اسی کو سیکھا۔

ابراہیم حربی کہتے ہیں کہ امام صاحب نے ابتدا میں علم نحو شروع کی تھی اس میں آپ نے قیاس چلانا اور استاد بننا چاہا مگر کام نہ چلا ایک دن قیاس کر کے فرمانے لگے جب قلب کی جمع قلوب ہے تو کلب کو جمع کلوب ثابت ہو گئی صرف و نحو جاننے والے نے کہا کہ کلب کی جمع کلاب آتی ہے کلوب نہیں آتی اس وجہ سے اس علم کو آپ نے ترک کر دیا اور فقہ سیکھنی شروع کر دی، چونکہ علم نحو سے واقفیت نہ تھی اس لئے عربی بولنے میں غلطی کر جاتے تھے۔ایک مرتبہ ایک شخص نے پوچھا کہ اگر کوئی کسی دوسرے کا سر پتھر سے کچل ڈالے تو کیا سزا ہے، آپ نے فرمایا یہ خطا ہے اس پر کوئی سزا نہیں، جب تک ابو قبیس کے ساتھ نہ کچلے، اس پر کچھ نہیں ،(یہاں آپ نے لفظ باباقبیس فرمایا حالانکہ عربیت کے قاعدے سے لفظ بابی قبیس کہنا چاہیے)ابویوسف کہتے ہیں مجھ سے ابوحنیفہ نے فرمایا کہ لوگ سورۂ یوسف میں ایک لفظ غلط پڑھتے ہیں میں نے کہا وہ کون سا لفظ ہے کہا وہ پڑھتے ہیں "لا یأ تیکما طعام ترزقانِہٖ" حالانکہ ترزقانُہٗ پڑھنا چاہئے۔

امام صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے علم کلام پڑھنا شروع کیا تھا اور اس قدر پڑھ لیا تھا کہ میری طرف انگلیاں اٹھنے لگی تھیں حضرت حماد بن ابو سلیمان کی مجلس کے پاس ہی ہم بھی بیٹھا کرتے تھے ایک مرتبہ ایک عورت میرے پاس آئی اور مجھ سے پوچھا ایک شخص ہے جو اپنی لونڈی بیوی کو سنت کے مطابق طلاق دینا چاہتا ہے تو کس طرح طلاق دے ، مجھ سے کوئی جواب نہ بن پڑا میں نے کہا تم حماد سے جا کر دریافت کر و اور لوٹ کر مجھے بھی خبر کر و۔اس نے جا کر حضرت حماد سے یہی مسئلہ پوچھا حماد نے فرمایا جب عورت حیض سے پاک ہو اس وقت بغیر اس سے صحبت کئے طلاق دیدے، پھر جب اس پر دو حیض اور گذر جائیں اور وہ نہا

دھولے تو اس عورت کو دوسرا نکاح حلال ہو جائے گا۔ وہ یہ جواب لے کر میرے پاس آئی اور مجھے خبر دی میں نے کہا علم کلام کی مجھ کو کوئی ضرورت نہیں، اپنی جوتی لئے ہوئے میں سیدھا حضرت حماد کے پاس جا پہنچا اور مسائل سننے اور یاد کرنے لگا، حضرت حماد آج کے مسائل دوسرے دن جب شاگردوں سے دریافت فرماتے تو وہ لوگ غلطی کر جاتے مگر مجھے حفظ نکلتے، چنانچہ حضرت حماد نے فرمایا صدر مجلس میں میرے سامنے سوائے ابو حنیفہ کے اور کوئی نہ بیٹھے، میں دس سال تک تو ان سے پڑھتا رہا، ایک مرتبہ جی میں آیا کہ میں اپنی مجلس الگ قائم کر کے خود سردار بن کر کیوں نہ بیٹھوں؟ چنانچہ میں حماد سے الگ ہو کر اپنی مجلس الگ قائم کرنے اور سرداری جمانے کے پختہ ارادے سے تیار ہو کر ایک دن مسجد میں آیا۔ لیکن پھر استاد صاحب کو دیکھ کر الگ مجلس قائم کرنے کی جرأت نہ ہوئی اور اسی حلقہ میں آبیٹھا، اتفاق سے اسی رات استاد صاحب کو اپنے ایک عزیز کی موت کی خبر آگئی کہ وہ بصرہ میں مر گیا ہے اور بہت مال چھوڑ کر مرا ہے اور کوئی وارث سوائے استاد صاحب کے، مرنے والے کا نہیں۔ چنانچہ حضرت حماد تو بصرہ چل دیئے اور مجھے اپنا قائم مقام کر گئے، اب ان کے جاتے ہی بعض لوگوں نے مجھ سے ایسے مسائل بھی دریافت کئے جو میں نے حضرت حماد سے نہیں سنے تھے میں نے ان کے جوابات دیئے اور ان جوابات کو لکھ لیا۔ دو مہینے کے بعد حضرت حماد واپس آئے، میں نے وہ مسائل انہیں دکھائے جو قریباً ساٹھ تھے، انہوں نے چالیس کو صحیح کہا اور بیس کو غیر صحیح کہا، میں نے اسی وقت قسم کھالی کہ عمر بھر ان سے الگ نہ ہوں گا، چنانچہ آخر وقت تک میں ان کے ساتھ رہا۔ امام صاحب فرماتے ہیں میں بصرہ آیا اور میں جان رہا تھا کہ کوئی ایسا سوال اب مجھ سے نہیں ہو سکتا، جس کا علم مجھے نہ ہو، اب جو لوگوں نے مسائل دریافت کرنے شروع کئے تو بہت سے

مسائل ایسے بھی آئے کہ مجھے ان کا مطلق علم نہ تھا۔اس وقت میں نے عہد کر لیا کہ حضرت حماد کی خدمت سے مرتے دم تک الگ نہ ہوں گا، چنانچہ اٹھارہ سال تک میں ان کی شاگردی کرتا رہا۔

امام صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت حماد کے انتقال کے بعد کوئی نماز میں نے ایسی نہیں پڑھی کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ اپنے مرحوم استاد کے لئے استغفار نہ کیا ہو۔بلکہ اپنے تمام استادوں ،شاگردوں کے لئے استغفار کرتا رہتا ہوں۔

اسمٰعیل بن حماد کہتے ہیں کہ میرے والد ایک مرتبہ دو مہینے کے سفر کے بعد واپس آئے میں نے ان سے دریافت کیا ابا جان آپ کو سب سے زیادہ اشتیاق کس کا تھا؟ میں جانتا تھا کہ وہ کہہ دیں گے اپنے بچے کا، لیکن انہوں نے جواب دیا امام ابو حنیفہ کا، میرا توجی نہیں چاہتا کہ ان کی طرف سے نگاہ ہٹاؤں۔

امام صاحب فرماتے ہیں کہ میں جب امیر المومنین ابو جعفر کے پاس گیا توانہوں نے پوچھا بتاؤ علم کس سے سیکھا؟ میں نے کہا حماد سے،انہوں نے ابراہیم سے،انہوں نے حضرت عمر بن الخطابؓ سے،اور حضرت علیؓ بن ابو طالب سے اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے، ابو جعفر فرمانے لگے بس بس،اے ابو حنیفہ میں نے بھر پایا یہ سب بابرکت پاکیزہ لوگ ہیں اللہ تعالی ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔

ربیع بن یونس کہتے ہیں کہ امام صاحب ایک دن منصور کے پاس گئے وہاں عیسیٰ بن موسیٰ بھی تھے،وہ کہنے لگے آج یہ شخص دنیا کا عالم ہے منصور نے کہا نعمان! تم نے علم کس سے سیکھا ؟امام صاحب نے فرمایا اصحاب عمرؓ سے، انہوں نے عمرؓ سے ،اصحاب علیؓ سے، انہوں نے علیؓ سے ،اصحاب عبداللہؓ سے،

انہوں نے عبداللہؓ سے اور حضرت ابن عباسؓ کے وقت میں روئے زمین پر ان سے بڑا عالم کوئی نہ تھا۔ منصور کہنے لگا بس آپ نے اپنے لئے خوب مضبوطی کر لی ہے۔

امام صاحب فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں نے بڑاڈراؤنا خواب دیکھا میں نے دیکھا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تربت مبارک کو کھودرہاہوں، میں بصرہ گیااور ایک شخص سے کہاکہ تم جاکر محمد بن سیرین سے اس خواب کی تعبیر توپوچھو، انہوں نے کہایہ شخص آنحضرت ﷺ کی حدیثوں کی کرید کرے گا۔ ہشام بن مہران کہتے ہیں امام صاحب نے ایک مرتبہ خواب دیکھاکہ گویاوہ حضور ﷺ کی قبر شریف کھودرہے ہیں انھوں نے ایک شخص کو بھیجاکہ جاکر محمد بن سیرین سے اس خواب کی تعبیر پوچھیں، ابن سیرین نے کہا بتاؤ کس نے یہ خواب دیکھاہے، سائل نے کچھ جواب نہ دیا پھر تعبیر پوچھی انہوں نے پھر یہی سوال کیااس نے پھر جواب نہ دیاجب تیسری مرتبہ دریافت کیاتوابن سیرین نے کہایہ شخص وہ علم پھیلائے گاجس کی طرف اس سے پہلے کسی نے سبقت نہ کی ہوگی اس وقت امام صاحب نے نظریں اٹھائیں اور بات چیت کی۔

امام صاحب کے مناقب

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایامیری امت میں ایک شخص ہوگاجس کانام نعمان ہوگااور جس کی کنیت ابوحنیفہ ہوگی وہ میری امت کا چراغ ہوگا۔ وہ میری امت کا چراغ ہوگا وہ میری امت کا چراغ ہوگا۔ خطیب بغدادی کہتے ہیں یہ حدیث موضوع من گھڑت ہے صرف بواقی اسے روایت کرتے ہیں اور ہم اس کاحال صراحت کے ساتھ بیان کرچکے ہیں، (کہ وہ حدیثیں گھڑ لیاکرتاتھا) حسن بن سلیمان اس حدیث کی شرح میں جس میں

ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی جب تک علم ظاہر نہ ہو(لاتقوم الساعة حتی یظهر العلم) فرماتے ہیں کہ وہ امام صاحب کا علم ہے اوران کی تفسیر **الآثار۔**

خلف بن ایوب کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم رسول اللہ ﷺ کو ملا۔ پھر صحابہؓ کی طرف آیا پھر تابعین کی طرف پھر امام صاحب اوران کے اصحاب کی طرف، اب جو چاہے مانے جو چاہے ناراض ہو۔

ابن عیینہ کہتے ہیں میری آنکھوں نے امام صاحب جیسا اور شخص نہیں دیکھا۔ ابن المبارک کہتے ہیں کہ امام صاحب ایک آیت تھے کسی نے کہا حضرت! برائی میں یا بھلائی میں، فرمایا چپ رہ برائی میں اگر ہو تو غایت کہا جاتا ہے اور بھلائی میں آیت کہا جاتا ہے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے(وجعلنا ابن مریم وامه اٰیۃً) ہم نے ابن مریم اوران کی والدہ کو آیت بنادی۔

ابن المبارک کہتے ہیں کسی کی مجلس امام صاحب کی مجلس سے زیادہ باوقار نہیں تھی وہ بالکل فقہاء کے مشابہ تھے، خوش خلق، خوبصورت، خوش پوش تھے ایک مرتبہ ہم جامع مسجد میں تھے اتفاقاً ایک سانپ امام صاحب کی گود میں گرا سب لوگ بھاگ کھڑے ہوئے لیکن امام صاحب نے اسے پھینک دیا اور وہیں بیٹھے رہے۔

ابن المبارک فرماتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے مجھے سفیان اور ابوحنیفہ جیسے لوگ نہ ملتے تو میں بھی عام آدمیوں کی طرح رہ جاتا۔

ابو یحییٰ حمانی کہتے ہیں میں نے امام صاحب سے بہتر آدمی نہیں دیکھا۔

ابوبکر بن عیاش کہتے ہیں ابوحنیفہ اپنے وقت کے لوگوں میں ایک افضل آدمی تھے، سہل بن مزاحم کہتے ہیں نہ تو دنیا کی لالچ امام صاحب کا قدم ڈگمگا سکی نہ کوڑوں کی مار، قاسم بن معن سے کہا گیا کہ کیا آپ اس سے خوش ہیں کہ امام صاحب کے زیر

اثر لوگوں میں سے ہوں جواب دیا کہ امام صاحب کی مجلس سے زیادہ نفع بخش مجلس اور کسی کی نہیں، پھر سائل کو بھی اپنے ساتھ لے کر امام صاحب کی مجلس میں پہنچے اور وہیں رہنا لازم کر دیا اور صاف کہہ دیا کہ میں نے ان جیسا آدمی نہیں دیکھا، سلیمان کہتے ہیں امام صاحب پرہیزگار اور سخی تھے۔

امام صاحب کی فقاہت

امام مالک بن انسؒ سے کہا گیا کیا آپ نے امام صاحب کو دیکھا ہے فرمانے لگے ہاں وہ ایسے شخص ہیں کہ اگر اس ستون کو سونے کا کہہ دیں تو بھی بات چیت میں غالب آکر اٹھیں گے۔ روح بن عبادہ کہتے ہیں میں ابن جریج کے پاس تھا کہ امام صاحب کے انتقال کی خبر ۱۵۰ھ میں آئی انہیں بڑا صدمہ ہوا انا للہ ...... پڑھا اور کہا علم اٹھ گیا اسی سال ابن جریج کا بھی انتقال ہوا، عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں میں امام اوزاعی کے پاس شام میں گیا میں نے ان سے بیروت میں ملاقات کی مجھ سے انھوں نے کہا کوفہ میں یہ بدعتی کون نکلا ہے؟ جس کی کنیت ابو حنیفہ ہے میں نے کوئی جواب نہ دیا اور گھر آکر امام صاحب کے مسائل میں سے عمدہ عمدہ مسائل چھانٹ کر نکالے، تین دن تک اسی میں مشغول رہا پھر آیا اور وہ کتاب میرے ہاتھ میں تھی انھوں نے پوچھا یہ کیا کتاب ہے؟ میں نے وہ اوراق ان کے ہاتھ میں دیدیئے وہ ایک مسئلہ کو دیکھنے لگے چونکہ مؤذن وامام تھے اذان کے بعد جو اسے دیکھنا شروع کیا تو کھڑے کھڑے دیکھتے ہی رہے یہاں تک کہ کچھ ابتدائی حصہ پڑھ لیا اب کتاب جیب میں ڈال لی اور نماز کی امامت کے لئے آگے بڑھے نماز کے بعد پھر اسے لے کر بیٹھ گئے اور پڑھ کر فرمانے لگے اے خراسانی یہ نعمان بن ثابت کون ہیں؟ میں نے کہا ایک شخص ہیں عراق میں میں ان سے ملا تھا کہا یہ تو بہت بڑا فاضل شخص ہے جاؤ اور ان سے فائدہ اور اٹھاؤ میں

نے کہا یہی ابو حنیفہ ہیں جن سے آپ مجھے روکتے تھے۔

مسعر بن ہمام کہتے ہیں میں کوفہ کے دو آدمیوں پر رشک کرتا ہوں فقہ میں ابو حنیفہ پر اور زہد و تقویٰ میں حسن بن صالح پر۔ ایک مرتبہ مسعر کے پاس سے امام صاحب گذرے سلام کیا کچھ دیر ٹھہرے رہے آپ کے جانے کے بعد بعض لوگوں نے کہا امام صاحب بڑے جھگڑالو ہیں، مسعر سنبھل کر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے خاموش رہو میں نے دیکھا ہے جس سے جھگڑے ہیں آخر اس پر غلبہ پایا ہے۔

اسرائیل کہتے ہیں امام صاحب بہت اچھے آدمی تھے، فقہ کے متعلق حدیثیں اور ان کے غور و خوض اور ان کے فقہی نکات کے علم میں بڑے ماہر تھے حضرت حماد سے خوب اچھی طرح علم حاصل کیا تھا خلفاء امراء اور وزراء ان کی عزت کرتے تھے فقہ میں جس سے گفتگو ہوتی اس پر غالب آتے، مسعر کہا کرتے تھے جس نے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان امام صاحب کو کر لیا میرا گمان ہے کہ وہ بے خوف ہو گیا اور اپنے نفس کی پوری احتیاط کر لی۔

معمر کہتے ہیں کہ فقہ کی عمدگی اور قیاس کی وسعت نظری اور اس کی تشریح میں میں نہیں جانتا کہ کوئی شخص امام صاحب سے زیادہ معرفت والا ہو اور نہ دین کی باتوں میں شک و شبہ ڈالنے سے اپنے نفس کو بچانے میں امام صاحب سے زیادہ کوئی ڈرنے والا میری نگاہوں میں ہے۔ جعفر رازی کہتے ہیں میں نے کسی شخص کو امام صاحب سے زیادہ پرہیز گار اور زیادہ فقیہ نہیں دیکھا۔ فضیل بن عیاض کہتے ہیں کہ امام صاحب ایک مشہور فقیہ، مشہور پرہیز گار، مالدار، مہمان نواز، رات دن مشاغل علم میں منہمک، دیر پا خاموشی والے کم گو، مسائل حلال و حرام کو حقانیت اور دلیل کے ساتھ بیان کرنے والے، شاہی مال سے بھاگنے والے تھے، جب کوئی مسئلہ پیش ہوتا اور اس میں حدیث صحیح یا صحابی یا تابعی

کافتویٰ ہوتا تو اس کی تابعداری کرتے ورنہ قیاس کرتے اور اچھا قیاس کرتے۔

ابو یوسف کہتے ہیں میں نے کسی شخص کو امام صاحب سے زیادہ شرح حدیث اور فقہ کا عالم نہیں دیکھا، ابو یوسف فرماتے ہیں میں نے جس مسئلہ میں امام صاحب کا خلاف کیا پھر جو غور سے دیکھا تو امام صاحب کا مسلک ہی نجات والا پایا، میں بعض مرتبہ حدیث میں اٹک جاتا اور امام صاحب کی نگاہ صحت حدیث میں مجھ سے زیادہ تھی۔ ابو یوسف کہتے ہیں میں اپنے ماں باپ سے پہلے امام صاحب کے لیے دعا کرتا ہوں اور امام صاحب سے میں نے سناوہ کہتے تھے میں اپنے استاد حماد کے لیے ماں باپ کے ساتھ دعا کرتا ہوں۔

ایک مرتبہ اعمش نے ابو یوسف سے کہا کہ آپ کے استاد ابو حنیفہ نے حضرت عبداللہ کا قول "عتق الامة طلا قها" (لونڈی کی آزادی اس کی طلاق ہے) کو کیوں چھوڑ دیا جواب دیا اس حدیث کی وجہ سے جو آپ ابراہیم سے وہ اسود سے وہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب بریرہ آزاد ہوئیں تو انہیں (اپنا نکاح باقی رکھنیا نہ رکھنے کا) اختیار دیا گیا۔ امام اعمش نے فرمایا کہ ابو حنیفہ بڑے شخص ہیں اور انہیں امام صاحب کا حدیث رسول کو اپنی رائے قیاس اور اپنے بزرگ استادوں کے قول پر بھی مقدم کرنا بہت پسند آیا،

حماد بن زید کہتے ہیں میں نے حج کا ارادہ کیا تو ایوب سے ملنے کے لئے گیا انہوں نے کہا میں نے سنا ہے کہ اہل کوفہ کے فقیہ، مرد صالح ابو حنیفہ اس سال حج کو جانے والے ہیں اگر ان سے ملاقات ہو تو انہیں میری جانب سے ضرور سلام پہنچادینا،

ابو بکر بن عیاش کہتے ہیں کہ سفیان کے بھائی عمر بن سعید کا انتقال ہو گیا ہم ان کی تعزیت کے لئے گئے تو مجلس لوگوں سے پر تھی عبداللہ بن ادریس بھی شریک تھے تھوڑی دیر میں امام صاحب بھی مع چند لوگوں کے آئے امام سفیان انہیں دیکھ کر کھڑے ہو گئے معانقہ کر کے انہیں اپنی جگہ بٹھایا اور خود ان کے

سامنے بیٹھ گئے، مجھے یہ بات بھاری پڑی اور ابن ادریس کو بھی انہوں نے کہا کہ کیا دیکھ نہیں رہے ہو، جب لوگ چلے گئے تو میں نے عبداللہ بن ادریس سے کہا آپ ٹھہریئے ہم اس بارے میں ان سے دریافت کریں گے۔ پھر میں نے کہا اے ابو عبداللہ! آج تو آپ نے ایک ایسا کام کیا کہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو وہ اچھا نہیں معلوم ہوا۔ انہوں نے پوچھا وہ کیا؟ میں نے کہا آپ ابو حنیفہ کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور انہیں اپنی جگہ بٹھایا اور بڑی وقعت کی ہمارے نزدیک آپ کا یہ فعل اچھا نہیں، آپ نے فرمایا اس میں کیا برائی ہے وہ ایک عالم آدمی ہیں، میں ان کے علم کی وجہ سے ان کی تکریم نہ کرتا تو ان کی بڑی عمر کی وجہ سے کرتا، اگر اس وجہ سے بھی نہ کرتا تو ان کی فقاہت کی وجہ سے کرتا اگر اس وجہ سے بھی نہ کھڑا ہوتا تو ان کی پرہیزگاری کی بنا پر ان کی عزت کرتا، اس جواب کا میرے پاس کوئی جواب نہ تھا میں خاموش رہا۔

حکم بن عبداللہ کہتے ہیں میں نے سفیان ثوری سے زیادہ کسی اہل حدیث کو فقیہ نہیں پایا۔ اور امام صاحب ان سے بھی فقہ میں بڑھے ہوئے تھے۔ یزید بن ہارون سے کسی نے سوال کیا کہ اے ابو خالد آپ نے سب سے بڑا فقیہ کسے پایا کہا ابو حنیفہ کو۔ حسن کہتے ہیں میں نے ابو عاصم نبیل سے کہا کہ ابو حنیفہ زیادہ فقیہ ہیں یا سفیان کہا ابو حنیفہ کا غلام بھی سفیان سے زیادہ فقیہ ہے، یزید بن ہارون سے بھی یہی سوال ہوا تو جواب دیا کہ امام سفیان حدیث کے حافظہ میں بہت بڑھے ہوئے ہیں اور امام ابو حنیفہ فقہ میں بڑھے ہوئے ہیں۔ اور ابو عاصم نبیل سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ابو حنیفہ کے غلاموں میں ایک غلام بھی سفیان سے زیادہ فقیہ ہے۔ سجادہ کہتے ہیں میں اور ابو مسلم مستملی یزید بن ہارون کے پاس گئے وہ ان دنوں منصور بن مہدی کے پاس بغداد آئے ہوئے تھے ہم ان کے بالاخانہ پر پہنچے تو ابو مسلم نے کہا اے ابو خالد! آپ کا خیال امام صاحب اور ان کی کتابوں کی نسبت کیا ہے؟ کہا اگر تم فقہ حاصل کرنا چاہتے ہو تو انہیں ضرور دیکھو، میں نے فقہاء میں سے کسی کو نہیں پایا کہ وہ ان کی باتوں کا دیکھنا مکروہ سمجھتا ہو اور ثوری نے تو

زہری کی کتاب میں اسے لکھ لیا ہے۔

عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں میں نے سب سے زیادہ عبادت گذار شخص کو بھی دیکھا اور سب سے زیادہ پرہیز گار شخص کو بھی دیکھا اور سب سے زیادہ عالم شخص کو بھی دیکھا اور سب سے زیادہ فقیہ شخص کو بھی دیکھا سب سے بڑے عابد تو عبدالعزیز بن ابورواد تھے۔ اور سب سے بڑے پرہیز گار فضیل بن عیاض تھے اور سب سے بڑے عالم سفیان ثوری تھے اور سب سے بڑے فقیہ ابو حنیفہ تھے فقہ میں ان جیسا کوئی نہ تھا۔

ابن مبارک کہتے ہیں کہ اگر کسی حدیث سے قیاس کی ضرورت پڑے تو اس کے اہل امام مالک امام سفیان اور امام ابو حنیفہ ہیں ان میں بھی اچھے، باریک بیں اور دور بیں فقیہ ابو حنیفہ ہیں۔

ابو عاصم نبیل سے پوچھا گیا کہ سفیان ثوری اور ابو حنیفہ میں بڑا فقیہ کون ہے؟ کہا ٹھیک قیاس کرنے والے اور پوری فقاہت والے تو ابو حنیفہ ہیں اور سفیان تو ابھی فقہ سیکھ رہے ہیں۔ عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں جب سفیان اور ابو حنیفہ جمع ہو جائیں پھر فتوے کی جرأت کسے ہے؟ اور فرماتے ہیں ان دونوں کا کسی مسئلہ میں ایک رائے ہو جانا مسئلہ کو قوی کر دیتا ہے۔ اسی طرح فرماتے ہیں کہ میں نے مسعر کو دیکھا وہ امام صاحب کے حلقے میں بیٹھتے تھے، سوال کرتے تھے اور فائدہ اٹھاتے تھے میں نے کسی شخص کو فقہ کے مسائل میں امام صاحب سے اچھی تقریر کرتے ہوئے نہیں سنا۔ اور فرماتے ہیں اگر کسی شخص کو اپنی رائے سے کچھ کہنا لائق ہے تو امام صاحب کو لائق ہے۔ ابن داؤد کہتے ہیں کہ حدیث و آثار اور زہد و پرہیز گاری کا ارادہ ہو تو حضرت سفیان کو دیکھو اور ان دقائق کا شوق ہو تو حضرت ابو حنیفہ کو دیکھو۔

محمد بن بشر کہتے ہیں کہ میں امام صاحب کے پاس اور امام سفیانؒ کے پاس آیا جایا کرتا تھا جب امام ابو حنیفہ کے پاس پہنچتا اور وہ مجھ سے پوچھتے کہاں سے آئے ہو؟ اور میں کہتا سفیان کے پاس سے، تو فرماتے تم ایسے شخص کے پاس سے آرہے

ہو کہ اگر علقمہ اور اسود بھی موجود ہوتے تو اس شخص کے محتاج ہوتے اور جب امام سفیان کے پاس پہنچتا اور وہ مجھ سے پوچھتے کہ کہاں سے آئے؟ اور میں جواب میں کہتا کہ ابو حنیفہ کے پاس سے، تو فرماتے تم ایسے شخص کے پاس سے آرہے ہو جو سب سے بڑا فقیہ ہے۔

علی بن عاصم کہتے ہیں ہم ایک مجلس میں تھے وہاں امام صاحب کا ذکر آ گیا تو خالد طحان کہنے لگے کاش کہ اس کا بعض علم میرے اور تیرے درمیان ہوتا ۔زبان کہتے ہیں کہ مجھ سے ابو حنیفہ نے کہا اے بصرہ والو تم ہم سے پرہیز گاری میں بڑھے ہوئے ہو اور ہم تم سے فقہ میں بڑھے ہوئے ہیں، ابو نعیم کہتے ہیں امام صاحب مسائل میں خوب گہرے اترنے والے تھے۔ عبداللہ بن داؤد حارثی الخریبی کہتے ہیں کہ اہل اسلام پر واجب ہے کہ امام صاحب کے لئے اپنی نمازوں میں دعا کرتے رہیں اس لئے کہ انہوں نے سنت اور فقہ کو یاد کیا۔

یزید مقری کہتے ہیں میں نے امام صاحب سے بڑھ کر فقیہ کسی انسان کو نہیں دیکھا۔

ابو عبدالرحمٰن مقری جب ابو حنیفہ کی کوئی بات بیان کرتے تو کہتے کہ شہنشاہ نے کہا۔ شداد بن حکیم کہتے ہیں میں نے کسی کو علم میں امام صاحب سے بڑھ کر نہیں پایا۔ مکی ابراہیم کہتے ہیں کہ آپ اپنے زمانہ کے یکتا عالم تھے۔ وکیع فرماتے ہیں امام صاحب سے زیادہ فقہ جاننے والا اور آپ سے زیادہ اچھی نماز پڑھنے والا میری نگاہ سے تو کوئی نہیں گذرا۔ نضر بن شمیل کہتے ہیں لوگ فقہ سے غافل تھے یہاں تک کہ امام صاحب نے اس کی وضاحت کی۔ یحییٰ بن سعید کہتے ہیں بہت سے بہتر اقوال کے قائل امام صاحب ہیں۔ قطان کہتے ہیں ہم نے امام صاحب کی رائے سے بھی فائدہ اٹھایا ہے۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں ہم نے امام صاحب کی رائے سے بہتر رائے نہیں سنی اور ہم نے اکثر اقوال ان کے لئے بھی ہیں۔ یحی بن سعید بھی کوفیوں کے فتوے کی قدر کرتے تھے اور ان کے اقوال میں سے کسی قول کو چن لیا کرتے تھے اور امام صاحب کے ساتھیوں میں سے امام

صاحب کی رائے لے لیا کرتے تھے۔

امام شافعی فرماتے ہیں لوگ فقہ میں ابو حنیفہ کے عیال ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ کوئی شخص ان سے زیادہ فقہ والا ہو، آپ کا فرمان ہے کہ لوگ ان پانچ شخصوں کی عیال ہیں فقہ کے فخر میں لوگ (امام) ابو حنیفہ کے عیال ہیں یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں فقہ کی توفیق دی گئی تھی۔ شعر گوئی کے فخر میں زہیر بن ابوسلمیٰ کی سب لوگ عیال ہیں مغازی کے فخر مین محمد بن اسحاق کے سب بال بچے ہیں۔ اور نحو کے فخر میں سب لوگ کسائی کے تابع ہیں اور تفسیر قرآن میں مقاتل بن سلیمان کے۔ آپہی کا قول ہے جو شخص فقہ کو جاننا چاہتا ہو وہ ابو حنیفہ اور ان کے ساتھیوں کا دامن نہ چھوڑے سب لوگ فقہ میں ان کے تابع ہیں۔

قاضی حسن بن عثمان کہتے ہیں میں نے عراق اور حجاز میں تین علم پائے ابو حنیفہ کا علم۔ کلبی کی تفسیر، محمد بن اسحاق کے مغازی۔

یحیٰی بن معین کہتے ہیں میں نے لوگوں کو اسی بات پر پایا اور میرے نزدیک بھی یہی بات ہے قرأت میں تو حمزہ۔ اور فقہ میں ابو حنیفہ۔

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں میرا خیال تھا کہ حمزہ کی قرأت کا فن اور ابو حنیفہ کی فقہ کا فن کوفے کی حدود سے باہر نہ جائے گا لیکن وہ تو ادھر ادھر پھیل گئے۔ یزید بن زریع کہتے ہیں امام صاحب کے فتاویٰ کو تو سفید رنگ خچر لے اڑے۔ جعفر بن ربیع کہتے ہیں میں امام صاحب کے پاس پانچ سال رہا عموماً خاموش رہتے تھے جب کوئی فقہ کا مسئلہ آجائے، تو دریا کی روانی کی طرح اسے حل کر دیتے۔ میں نے انہیں آہستہ کہتے بھی سنا اور بآواز بلند بھی۔ ابراہیم بن عکرمہ مخزومی کہتے ہیں نہ میں نے زہد میں کسی کو ابو حنیفہ سے زیادہ پایا نہ فقہ میں۔ علی بن عاصم کہتے ہیں میں امام صاحب کے پاس گیا وہ نائی کے پاس بیٹھے تھے نائی سے کہنے لگے سفید بال چھانٹ لو، اس نے کہا حضرت ایسا نہ کیجئے اس سے سفید بال اور بڑھ جائیں گے تو آپ نے فرمایا اچھا اگر یہ صحیح ہے تو کالے بال نکال تاکہ سفید بالوں کے قیاس پر کالے بڑھ جائیں۔ جب شریک کے پاس اس واقعہ کو بیان کیا گیا تو وہ

ہنسے اور کہا اگر کسی جگہ بھی یہ شخص قیاس کو چھوڑنے والے ہوتے تو نائی کے ساتھ چھوڑ دیتے۔ ابو مطیع کہتے ہیں ایک شخص امام صاحب کے نام آپ کی غیر موجودگی میں وصیت کر کے انتقال کر گیا جب امام صاحب آئے تو آپ نے ابن شبرمہ کے پاس اس قضیہ کو پیش کیا کہ میں فلاں مرنے والے کا وصی ہوں اور یہ میرے گواہ ہیں، ابن شبرمہ قاضی نے کہا کہ آپ کے گواہ سچے ہیں؟ اس بات پر آپ قسم کھایئے۔ آپ نے فرمایا میں تو یہاں تھا ہی نہیں قسم کیسے کھالوں؟ کہا پھر آپ کو اپنے حق سے دست بردار ہونا پڑے گا کہا یہ کیسے؟ آپ جواب دیجئے کہ ایک نابینا کو کسی نے زخمی کیا دو گواہ اس بات پر گذرے کہ فلاں نے زخمی کیا ہے تو کیا آپ اس نابینا کو اس بات پر قسم کھلائیں گے کہ اس کے گواہ سچے ہیں۔

ایک مرتبہ قتادہ کوفے میں آئے اور ابو بردہ کے گھر ٹھہرے بڑی مخلوق جمع ہو گئی قتادہ نے کہا قسم خدا کی آج مجھ سے جو بھی حلال حرام کا مسئلہ پوچھا جائے گا میں ضرور اس کا جواب دوں گا، امام صاحب کھڑے ہو گئے اور کہا ابو الخطاب فرمایئے ایک شخص کئی سال تک غائب رہا اس کی بیوی نے اسے فوت شدہ جان کر اپنا نکاح اور جگہ کر لیا پھر پہلا خاوند بھی آگیا اب اس کے مہر کی بابت کیا فتویٰ ہے؟ اور اپنے ساتھیوں سے کہا ہوشیار رہو اگر یہ کوئی حدیث بیان کریں گے تو جھوٹ بیان کریں گے اور اگر رائے قیاس کریں گے تو بھی غلطی کریں گے۔ قتادہ نے خفا ہو کر کہا کیا یہ واقعہ ہوا بھی ہے؟ کہا نہیں، کہا پھر کیوں پوچھتے ہو؟ کہا اس لیے کہ بلا کے آنے سے پہلے ہم مستعد ہو جائیں اور جب وہ آئے تو اس کا بست و کشاد ہمیں معلوم رہے۔ قتادہ نے تنگ ہو کر کہا اللہ کی قسم میں تم سے حلال حرام کے مسائل بیان نہ کروں گا۔ مجھ سے تفسیر کے بارے میں پوچھو، امام صاحب نے پھر کھڑے ہو کر کہا اے ابو الخطاب! قرآن پاک کی اس آیت کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں "قال الذی عندہ علم من الکتاب انا اٰتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک" یہ کس نے کہا تھا کہ میں آنکھ جھپکنے میں اے نبی اللہ سلیمان علیہ السلام آپ کے پاس بلقیس کا عرش اٹھا لاؤں گا جواب

دیا کہ یہ آصف بن برخیا بن شمعیا تھے جو حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے منشی تھے اور اسم اعظم جانتے تھے، امام صاحب نے فرمایا کیا اسم اعظم حضرت سلیمان کو بھی معلوم تھا؟ کہا نہیں، کہا تو کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ایک امتی اپنے علم میں اپنے نبی سے زیادہ ہو؟ قتادہ نے کہا خدا کی قسم میں تمہیں تفسیر بھی نہیں سناؤں گا، مجھ سے اختلاف والے مسائل پوچھو؟ پھر امام صاحب کھڑے ہو گئے اور کہا اے ابو الخطاب کیا آپ مومن ہیں؟ کہا مجھے امید ہے کہ میں مومن ہوں۔ کہا اس قول کی کیا دلیل، کہا ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں "والذی اطمع ان یغفرلی خطیئتی یوم الدین" یعنی مجھے خدا سے امید ہے کہ وہ قیامت والے دن میری خطائیں معاف فرمائے۔ کہا تم نے میرے سوال کے جواب میں وہ بات کیوں نہ کہی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی سوال کے جواب میں کہی تھی جو قرآن میں ہے، سوال ہوتا ہے اولم تؤمن کیا تم ایمان نہیں لائے قال بلی حضرت ابرہیم علیہ السلام نے جواب دیا ہاں آپ نے بھی صاف لفظوں میں ہاں کیوں نہ کہا؟ اس پر حضرت قتادہ غضبناک ہو کر کھڑے ہو گئے اور گھر میں چلے گئے اور قسم کھا بیٹھے کہ ان لوگوں سے میں بات نہیں کرنے کا، ابو یوسف ایک مرتبہ سخت بیمار پڑ گئے امام صاحب ان کی عیادت کو کئی بار آئے آخری مرتبہ جب بہت زیادہ بیمار دیکھا اور ناامیدی سی ہو گئی تو انا للہ الخ...... پڑھ کر کہا میری تو یہ آرزو تھی کہ تم میرے بعد مسلمانوں کی خدمت کرو گے لیکن اگر تم چل بسے تو تمھارے ساتھ علم کا ایک بہت بڑا حصہ چل دے گا۔ اس کے بعد وہ تندرست ہو گئے بیماری جاتی رہی اور یہ خبر بھی ملی کہ امام صاحب نے ان کی نسبت یہ الفاظ فرمائے ہیں اور لوگ بھی ان کی طرف زیادہ متوجہ ہو گئے تو ان کے نفس میں غرور آگیا اور اپنے لئے ایک مجلس الگ قائم کر لی اور امام صاحب کے پاس آنا جانا چھوڑ دیا۔ جب امام صاحب کو یہ کل واقعہ معلوم ہوا تو آپ نے ایک شخص کو بلایا اور کہا یعقوب کی مجلس میں جاؤ اور ان سے ایک مسئلہ پوچھو کہ ایک شخص اپنے کپڑے دھوبی کو دھونے دیئے چند دنوں

کے بعد جب لینے گیا تو دھوبی صاف انکار کر گیا کہ تم نے مجھے کپڑے دیئے ہی نہیں، پھر دوبارہ کپڑے والا گیا اب دھوبی نے اسے کپڑے دھلے دھلائے دے دئے فرمایئے دھوبی دھلائی کا مستحق ہے یا نہیں اگر وہ ہاں کہیں تو کہنا غلط ہے اور اگر انکار کریں تو کہنا غلط ہے وہ شخص گیا اور یہی سوال کیا ابو یوسف نے کہا اسے اجرت دینی پڑے گی اس نے کہا غلط ہے ذرا سوچ کر پھر کہا وہ اجرت کا مستحق نہیں ہے ان نے کہا یہ بھی آپ نے غلط فتوی دیا۔ ابو یوسف اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے اور امام صاحب کے پاس آئے امام صاحب نے انہیں دیکھتے ہی کہا دھوبی والے مسئلہ کے لئے آئے ہو گے کہا جی ہاں، کہا سبحان اللہ! جو شخص لوگوں کا مفتی بننا چاہے اپنی مجلس الگ جمائے، دین خدا میں کہنے سننے لگے اور معلومات کا یہ حال ہو کہ ایک معمولی سا اجرت کا مسئلہ بھی نہ بتا سکے، کہا اچھا حضرت اب آپ ہی فرمایئے کہا اگر غصب اور انکار کے بعد دھوئے ہیں تو اجرت نہیں ملے گی اس لئے کہ اس نے اپنے لئے دھوئے ہیں اور اگر پہلے دھوئے ہیں تو اجرت مل جائے گی اس لئے کہ اس نے کپڑے والے کے لیے دھوئے ہیں پھر کہا جو شخص اپنے تیئں تعلم سے بے نیاز جانتا ہو وہ اپنے نفس پر نوحہ کرے۔ عبداللہ بن مبارک اپنے اشعار میں امام صاحب کی مدح بیان کرتے ہیں۔

رأيت أبا حنيفة كل يوم يزيد نبالة ويزيد خيرا
وينطق بالصواب ويصطفيه إذا ماقال أهل الجورجورا
يقايس من يقايسه بلب فمن ذا يجعلون له نظيرا
كفانا فقد حماد وكانت مصيبتا به أمرا كبيرا
فرد شماتة الاعداء عنا وأبدى بعد ه علما كثيرا
رأيت أبا حنيفة حين يؤتى ويطلب علمه بحرا غزيرا
إذا ماالمشكلات تدافعتها رجال العلم كان بها بصيرا

امام صاحب ہر دن بزرگی میں بڑھتے جاتے ہیں گو لوگ جھوٹ بھی کہیں لیکن امام صاحب حق کہتے ہیں اور حق کو سمجھتے ہیں، بڑی سمجھ داری سے قیاس کرتے ہیں

اس بارے میں کوئی ان کا نظیر نہیں، حماد کے انتقال کا صدمہ ہمیں بہت بڑا تھا لیکن امام صاحب کی وجہ سے ہمیں کفایت ہو گئی۔ آپ نے دشمنوں کے اعتراض کو دفع بھی کیا اور بڑا علم ظاہر کیا آپ کے پاس جب کوئی آئے اور کچھ پوچھے تو آپ کو وہ بحر مواج کی طرح پائے گا اہل علم کی، مشکل دقتوں کے حل پر بھی آپ کی نگاہ پڑ جاتی ہے۔ غسان بن محمد اپنے اشعار میں کہتے ہیں

وضع القیاس أبو حنیفة کله   فاتی باوضح حجة وقیاس
وبنی علی الآثار رأس بنائه   فاتت غوامضه علی الاساس
والناس یتبعون فیها قوله   لمااستبان ضیاؤہ للناس

قیاس کے وضع کرنے والے ہی امام صاحب ہیں وہ بہت واضح حجت اور قیاس بیان کرتے ہیں۔ دین کی بنا تو آثار پر ہے اور آپ کی باریک بینیاں اس بنا پر ہیں، چونکہ لوگوں پر واضح ہو گیا ہے اس لئے قیاسی اقوال میں لوگ انہی کی تابعداری کرتے ہیں۔ حسن بن زیاد لؤلؤی کہتے ہیں کہ ام عمران نامی ایک مجنوں عورت یہاں تھی وہ کناسہ پر بیٹھی ہوئی تھی کہ اس کے پاس سے ایک شخص گذرا اور اس نے اس سے کچھ باتیں کیں تو اس عورت نے اس سے کہا اے زانی ماں باپ کے لڑکے، ابن ابی لیلی موجود تھے انہوں نے سن لیا اور کہا اس عورت کو مسجد میں لاؤ اور اسے تہمت کی دوہری حد لگائی، ایک تہمت اس شخص کے والد پر اور ایک والدہ پر، جب امام صاحب کو یہ خبر پہنچی تو کہا یہاں چھ غلطیاں ابن ابی لیلی نے کی ہیں (۱) مسجد میں حد لگائی حالانکہ مسجد میں حد نہیں ماری جاتی (۲) اس عورت کو کھڑی رکھ کر حد لگائی حالانکہ عورتوں کو بٹھا کر حد لگانی چاہیئے۔ (۳) دو تہمتوں پر دو حدیں ماریں حالانکہ ایک جماعت پر بھی اگر کوئی تہمت لگائے تو بھی ایک ہی حد مارنی چاہئے، (۴) دو حدیں ایک کے بعد ایک لگائیں حالانکہ جب ایک ہلکی ہو جائے تب دوسری مارنی چاہیے (۵) مجنونہ کو حد لگائی حالانکہ دیوانوں پر حد نہیں (۶) اس شخص کے ماں باپ کو تہمت لگانے کی وجہ سے حد لگائی حالانکہ نہ تو وہ یہاں موجود ہیں نہ ان کا اس پر دعوی ہے، جب ابن ابی لیلی کو یہ خبر پہنچی تو امیر کے پاس

جاکر شکایت کی اور وہاں سے حکم آیا کہ آپ فتوے نہ دیا کریں چنانچہ چند دن اسی طرح گذر گئے پھر ولی عہد کی طرف سے ایک قاصد کچھ سوال پوچھنے آیا آپ نے جواب دینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا مجھے ممانعت ہے قاصد نے جاکر امیر سے کہا امیر نے کہا میں نے ان کو اجازت دے دی اب امام صاحب دوبارہ فتوی دینے لگے

ایک شخص نے شام میں حکم بن ہشام سے کہا امام صاحب کی نسبت مجھے خبر دیجئے کہا ہاں تم ایک خبر رکھنے والے کے پاس آئے ہو۔ ابو حنیفہ قبلہ رسول خدا ﷺ سے کسی کو نہیں نکالتے تھے جب تک کہ وہ خود اس دروازے سے نہ نکل جائے جس سے آیا تھا۔ وہ بڑے امانت دار تھے سلطان نے انہیں اختیار دیا کہ یا تو وہ خزانوں کی کنجیاں لے لیں یا مار کھانے کے لئے تیار ہو جائیں، انہوں نے اللہ تعالی کے عذابوں پر دنیا کی سزا کو پسند کیا، سائل نے کہا امام صاحب کے ایسے اوصاف تو کسی نے بیان نہیں کئے کہا وہ یقیناً ایسے ہی تھے جیسا کہ میں نے تم سے بیان کیا۔

مسجد خیف میں امام صاحب سے کسی نے ایک مسئلہ دریافت کیا آپ نے جواب دیا اس نے کہا حسن تو اس طرح کہتے ہیں آپ نے کہا وہ خطا پر ہیں، ایک شخص اپنا منھ چھپائے ہوئے آیا اور کہا اے زناکار عورت کے بچے ! تو کہتا ہے کہ حسن نے خطا کی ہے، یہ کہتے ہی وہ چلتا بنا، لیکن امام صاحب کے تیور پر بل تک نہ آیا۔ اور کہا خدا کی قسم حسن نے خطا کی اور ابن مسعود نے سچ کہا سہل بن مزاحم کہتے ہیں امام صاحب اس آیت کو پڑھتے "فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ" یعنی میرے ان بندوں کو خوشخبری سناؤ جو بات سن کر اچھائی کی پیروی کرتے ہیں، آپ اکثر فرمایا کرتے تھے خدایا ایسے بھی لوگ ہوں گے جن کے دل ہمارے بارے میں تنگ ہیں، لیکن ہمارے دل ان کے لیے کشادہ ہیں۔ حسن بن زیاد لولوی کہتے ہیں میں نے سنا امام صاحب فرمایا کرتے تھے ہماری یہ باتیں رائے قیاس ہیں اور ہم اپنی کوششوں کے بعد جس اچھائی پر پہنچے ہیں وہ یہ ہے کہ جو شخص ہماری ان باتوں سے اچھی چیز یعنی قرآن و حدیث لائے وہی ٹھیک اور درست ہونے میں اولیٰ ہے، ابو عاصم کہتے ہیں ایک شخص نے امام صاحب سے کہا روزہ رکھنے والے پر کھانا پینا

کب حرام ہوتا ہے کہا جب صبح صادق طلوع ہو جائے اس نے کہا اگر آدھی رات کو ہی طلوع ہو جائے تو؟ امام صاحب نے اس سے کہا لنگڑے اٹھ کھڑا ہو۔

امام صاحب کی عبادت اور پرہیز گاری کا بیان

یحیٰ بن قطان کہتے ہیں خدا کی قسم ہم امام صاحب کے ساتھ بیٹھے اٹھے ہم نے آپ کی باتیں بھی سنیں واللہ میری نگاہیں تو جب ان کے چہرے پر پڑتیں دل یقین کر لیتا کہ یہ شخص اللہ عزوجل سے ڈرتا ہے،

حسن بن محمد لیثی کہتے ہیں میں نے کوفہ میں آکر پوچھا کہ سب سے زیادہ عبادت گذار یہاں کون ہے؟ تو امام صاحب کی طرف اشارے ہوئے پھر بڑھاپے میں کوفے میں آیا اور پوچھا یہاں سب سے بڑا فقیہہ کون ہے تو بھی آپ ہی کی طرف اشارہ ہوا،

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ ابو حنیفہ پر رحم کرے بڑے نمازی تھے، فرماتے ہیں ہمارے زمانہ میں امام صاحب سے زیادہ نمازیں پڑھنے والا کوئی شخص مکہ شریف میں نہیں آیا، ابو مطیع کہتے ہیں میں مکہ شریف میں تھا رات کو جس وقت بھی حرم میں بغرض طواف آیا ابو حنیفہؒ اور سفیان کو طواف میں پایا۔ یحیٰ بن ایوب زاہد کہتے ہیں امام صاحب رات کو سوتے نہ تھے۔

سفیان بن عیینہؒ کہتے ہیں ابو حنیفہؒ بڑے بامروت شخص تھے، اول زمانے میں ان کی نماز بہت تھی، میرے باپ نے ایک غلام خریدا اور آزاد کر دیا اور راتوں کو گھر میں تہجد پڑھا کرتے تھے اور لوگ بھی آجایا کرتے تھے اور ان کے ساتھ نماز میں شامل ہو جایا کرتے تھے انہی میں امام صاحب بھی تھے، ابو عاصم نبیل کہتے ہیں امام صاحب کی کثرت نماز کی وجہ سے لوگ انہیں وتد کہا کرتے تھے، حفص بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں امام صاحب تیس سال تک راتوں کو جاگتے رہے اور ایک رکعت میں قرآن کا ختم کرتے رہے، زافر بن سلیمان بھی یہی کہتے

ہیں، اسد بن عمر کہتے ہیں کہ جہاں تک یاد رکھا گیا ہے امام صاحب نے چالیس سال تک عشا کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی ہے ایک رکعت میں سارا قرآن ختم کرتے تھے اور راتوں کو اس قدر روتے تھے کہ پڑوسیوں کو رحم آتا تھا جس جگہ فوت ہوئے اس جگہ قرآن کریم کے سات ہزار ختم کئے تھے، حماد بن ابو حنیفہ کہتے ہیں جب میرے والد کا انتقال ہوا تو ہم نے حسن بن عمارہ سے کہا کہ وہ غسل دیں چنانچہ جب انھوں نے غسل دیا تو کہا اللہ تجھ پر رحم فرمائے اور تیری مغفرت فرمائے، تیس سال سے تو پے درپے روزے رکھتا تھا اور چالیس سال سے توراتوں کو نہیں سویا، تو نے اپنے بعد والوں کو مشقت میں ڈال دیا، اور قراء کو رسوا کردیا۔

منصور بن ہاشم کہتے ہیں ہم عبداللہ بن مبارک کے ساتھ قادسیہ میں تھے ایک کوفی آیا، اور امام صاحب کو برا کہنے لگا عبداللہ نے فرمایا تعجب ہے تو ایسے شخص کو برا کہتا ہے جس نے پینتالیس سال تک ایک وضو سے پانچوں نمازیں پڑھیں، جو ایک رات میں دو رکعتوں میں قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے اور جو فقہ میرے پاس ہے وہ میں نے ابو حنیفہ سے سیکھی ہے۔

ابو یوسف کہتے ہیں میں ایک مرتبہ امام صاحب کے ساتھ جارہا تھا کہ ایک شخص دوسرے سے کہنے لگا یہ ابو حنیفہ ہیں جو رات کو سوتے نہیں آپ نے یہ سن کر فرمایا خدا کی قسم ایسا نہیں ہو سکتا کہ لوگ میری نسبت ایسی باتیں کہیں، جو میں نہ کروں، چنانچہ اس کے بعد سے وہ نماز اور دعا اور گریہ وزاری میں رات گذارا کرتے تھے۔

یحیٰی بن فضیل کہتے ہیں میں ایک جماعت میں تھا امام صاحب بھی وہاں آگئے بعض لوگوں نے کہا نہیں کیا دیکھتے ہو یہ تو رات کو سوتے ہی نہیں، آپ نے بھی اسے سن لیا اور کہنے لگے یہ نہیں ہو سکتا کہ لوگ مجھے جیسا جانتے ہوں خدا کے نزدیک میں ایسا نہ ہوں میں اب اپنی کروٹ بھی بستر پر نہ رکھوں گا یہاں تک کہ اللہ سے جاملوں۔

یحییٰ کہتے ہیں آپ آخر دم تک ساری ساری رات نماز پڑھا کرتے تھے، ابوالجویریہ کہتے ہیں میں حماد بن ابو سلیمان، محارب بن دثار، علقمہ بن مرثد، عون بن عبداللہ اور ابو حنیفہ کی خدمت میں حاضر رہا، لیکن رات کی عبادت میں میں نے کسی کو امام صاحب سے زیادہ اچھا نہیں دیکھا، کئی ماہ تک میں ان کے ساتھ رہا انھوں نے کسی رات بھی پیٹھ تک نہیں لگائی۔

ابو یحییٰ خمانی کے بعض رفقاء کا بیان ہے آپ فجر کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھتے تھے اور رات کو جب نماز کا ارادہ کرتے تو زینت کرتے یہاں تک کہ داڑھی میں کنگھی بھی کرتے، مسعر بن کدام کہتے ہیں میں امام صاحب کے پاس ان کی مسجد میں آیا میں نے دیکھا صبح کی نماز کے بعد ظہر تک تعلیم میں مشغول رہے، پھر ظہر سے عصر تک، پھر عصر سے مغرب تک، پھر مغرب سے عشاء تک میں نے اپنے جی میں کہا آخر انہیں عبادت کا کب وقت ملے گا یہ تو دن بھر اسی شغل میں رہے، اچھا اب میں رات کو بھی نگاہ رکھوں گا، چنانچہ میں نے دیکھا کہ رات کو جب لوگوں کی آمد ورفت کم ہو گئی تو امام صاحب مسجد میں آئے اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے، صبح تک نماز میں مشغول رہے پھر گھر گئے کپڑے پہن کر مسجد میں آکر صبح کی نماز ادا کی پھر پڑھانے بیٹھ گئے، ظہر سے عشاء تک مصروف رہے، میں نے خیال کیا کہ آج کی رات تو عبادت نہیں کر سکتے میں دیکھتا ہوں گا، لیکن وہ رات بھی اسی طرح عبادت میں گذاری، پھر تیسرا دن بھی اسی طرح پڑھانے میں گذارا، میں نے اپنے جی میں خیال کیا کہ آج کی رات تو قیام نہیں ہو سکے گا لیکن یہ رات بھی اسی طرح عبادت میں جاگتے ہوئے کاٹی، تین راتیں تین دن اسی طرح اور چوتھے دن بھی حسب معمول مجلس میں بیٹھ گئے میں نے کہا اب تو زندگی بھر تک ان کا دامن نہ چھوڑوں گا، چنانچہ میں بھی مسجد میں رہنے لگا، ابن ابی معاذ کہتے ہیں کہ مسعر کا انتقال امام صاحب والی مسجد میں سجدے کی حالت میں ہوا،

مسعر بن کدام کہتے ہیں میں رات کو مسجد میں گیا دیکھا ایک شخص نماز

پڑھ رہا ہے اس کی قرأت بہت عمدہ تھی، اس نے بڑی لمبی قرأت پڑھی جب ایک منزل پڑھ چکا تو میں نے کہا اب رکوع میں جائے گا لیکن وہ پڑھتے ہی رہے یہاں تک کہ تہائی قرآن پڑھ لیا نصف پڑھ لیا یہاں تک کہ ایک ہی رکعت میں سارا قرآن ختم کیا، اب جو میں نے دیکھا تو وہ امام ابو حنیفہؒ تھے۔

خارجہ بن مصعب کہتے ہیں چار اماموں نے کعبۃ اللہ میں قرآن شریف ختم کیا ہے، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، حضرت تمیم داریؓ حضرت سعید بن جبیر، ابو حنیفہؒ۔

یحییٰ بن نصر کہتے ہیں کبھی کبھی امام صاحب رمضان میں ساٹھ ساٹھ ختم کرتے تھے۔

زائدہ کہتے ہیں میں نے امام صاحب کے ساتھ ان کی مسجد میں عشا کی نماز پڑھی لوگ چلے گئے مگر میں ایک مسئلہ خفیہ پوچھنے کے لئے وہیں ٹھہرا رہا، امام صاحب کو اس کا علم نہ تھا آپ کھڑے ہو گئے نماز شروع کر دی اور اس آیت تک پہنچے ﴿فمن اللہ علینا ووقانا عذاب السموم﴾ یعنی ہم پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا اور ہمیں عذاب سموم سے نجات دی، آپ مکرر سہ کرر اسی آیت کا اعادہ کرتے رہے یہاں تک کہ مؤذن نے صبح کی اذان کہی اور میری ساری رات آپ کی فراغت کے انتظار میں ہی گذر گئی۔

یزید بن مکیت کہتے ہیں امام صاحب کے دل میں خدا کا ڈر بہت تھا ایک مرتبہ علی بن حسن مؤذن نے عشاء کی نماز میں سورۂ اذا زلزلت پڑھی نماز کے بعد سب لوگ تو چلے گئے لیکن امام صاحب وہیں بیٹھے رہے، بڑے گہرے سوچ میں تھے اور بار بار ٹھنڈی سانس لے رہے تھے، میں نے خیال کیا ایسا نہ ہو میری وجہ سے آپ کا خیال بٹے میں قندیل کو جلتی چھوڑ کر چل دیا اس میں تیل بھی تھوڑا سا ہی تھا میں صبح کے وقت آیا دیکھا امام صاحب کھڑے ہیں اپنی ڈاڑھی پکڑے ہوئے ہیں اور زبان سے کہہ رہے ہیں اے وہ ذات پاک جو ذرے ذرے برابر بھلائی برائی کا بدلہ دے گا تو اپنے بندے نعمان کو آگ کے عذاب سے اور ہر اس

برائی سے جو جہنم کے قریب کرنے والی ہو نجات دے اور اسے کشادہ رحمت میں داخل کر، کہتے ہیں کہ میں نے اذان دی دیکھا تو قندیل ٹمٹما رہی ہے جب میں ان کے پاس پہونچا تو مجھے دیکھ کر فرمانے لگے کیا قندیل لے جانی چاہتے ہو میں نے کہا حضرت! میں تو صبح کی اذان بھی دے چکا فرمایا اچھا جو تم نے دیکھا ہے اسے کسی پر ظاہر نہ کرنا اب دو رکعت سنت ادا کی، پھر میں نے تکبیر کہی امام صاحب نے بھی ہمارے ساتھ اول لیل (عشاء) کے وضو سے صبح کی نماز ادا کی۔ (اللھم ارحم علیه) قاسم بن معین کہتے ہیں ایک رات امام صاحب نے اسی ایک آیت میں گذاردی (بل الساعة موعدھم والساعة ادھی وامر) یعنی قیامت وعدے کا وقت ہے اور وہ بہت دہشت ناک اور کڑواہٹ والا دن ہے بار بار اسے پڑھتے رہے اور روتے رہے اور گریہ وزاری میں لگے رہے،

عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں میں کوفے میں آیا اور دریافت کیا کہ کوفہ والوں میں سب سے زیادہ پرہیز گار کون ہے؟ لوگوں نے کہا ابو حنیفہ!

مکی بن ابراہیم کہتے ہیں میں کوفیوں کی صحبت میں بیٹھا ہوں۔ میں نے امام صاحب سے زیادہ کسی کو زہد وورع والا نہیں پایا۔

حفص بن عبدالرحمن امام صاحب کے شریک تھے اور مال لے کر وہ جایا کرتے تھے، ایک مرتبہ انہیں ایک چھوٹے سے قافلے کے ساتھ مال دے کر بھیجا اور بتلادیا کہ فلاں کپڑے میں یہ عیب ہے جب فروخت کرو تو اس عیب کو ظاہر کردو، حفص سب مال بیچ کر واپس آئے اس کپڑے کو بھی بیچ دیا لیکن اس کا عیب ظاہر کرنا بھول گئے، اور یہ بھی یاد نہ رہا کہ اسے کس کے ہاتھ فروخت کیا ہے، جب امام صاحب کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے تمام اسباب کی قیمت کو صدقہ کردیا، وکیع کہتے ہیں امام صاحب نے اپنے ذمے لازم کرلیا تھا کہ جب کبھی اثناء کلام میں قسم کھا بیٹھیں گے تو ایک درہم صدقہ کریں گے ایک مرتبہ قسم کھا بیٹھے ایک درہم صدقہ کیا پھر کہا اب اگر قسم کھالوں گا تو ایک دینار صدقہ کروں گا پھر جب کبھی اثناء کلام میں سچی قسم بھی کھاتے تو ایک دینار صدقہ کرتے، گھر میں جتنا مال

بچوں پر خرچ ہوتا اتنا ہی اللہ کے نام پر دیتے جب کبھی کوئی نیا کپڑا پہنتے تو اتنی ہی قیمت کا بزرگ علماء کو پہناتے، جب کھانا کھانے بیٹھتے تو اپنے کھانے سے زیادہ روٹی پر رکھتے جاتے پھر کسی مسکین کو دے دیتے تھے، اگر گھر میں کوئی حاجتمند اپنوں میں نظر آتا تو اسے، ورنہ کسی اور دوسرے مسکین کو دے دیتے تھے۔ فرماتے ہیں امام صاحب بڑے امانت دار تھے، اللہ تعالیٰ کے جلال اس کی کبریائی اور اس کی عظمت نے ان کے دل کو گھیر لیا تھا، اپنے رب کی رضامندی کو تمام چیزوں پر مقدم رکھنے والے تھے، اگر کسی شرعی امر میں انہیں تلواروں سے گھیر بھی لیا جائے تو اس کو برداشت کر لیتے اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل کرے اور ان سے خوش ہو جیسا کہ وہ نیکو کار لوگوں سے خوش ہوتا ہے یقیناً وہ بھی نیکو کار تھے۔

ابراہیم بن عبداللہ خلال سے لوگوں نے کہا کہ حامد بن آدم کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن مبارک سے سنا وہ کہتے تھے میں نے امام صاحب سے بڑھ کر کسی کو زاہد نہیں دیکھا تو فرمانے لگے میرا جی چاہتا ہے اسی ایک بات کو خود حامد سے سننے کے لئے چلا جاؤں۔

ابن المبارک کا قول ہے کہ ابو حنیفہ سے زہد وورع میں کوئی شخص آگے نہیں تھا، مال اور مار دونوں سے ان کا امتحان ہو چکا، امام صاحب اکثر دو شعر پڑھا کرتے تھے،

عطاء ذی العرش خیر من عطاء کم وسیبه واسع یرجی وینتظر

أنتم یکدر ماتعطون متکم واللہ یعطی بلامَنٍّ ولاکدر

ترجمہ لوگو! عرش والے کی عطا تمہارے عطیات سے بہت وسیع ہے اور اس کے دادودہش کی امید وانتظار کی جاتی ہے، تم اپنے دیئے کا احسان جتا کر اسے مکدر کردیتے ہو اور اللہ تعالیٰ بے احسان جتائے اور بغیر مکدر کئے عنایت فرماتا ہے،

ابو عبدالرحمٰن مسعودی کہتے ہیں میں نے امانت داری میں امام صاحب سے زیادہ اچھا آدمی نہیں دیکھا جس دن ان کا انتقال ہوا ان کے پاس پچاس ہزار کی امانتیں تھیں جن میں سے ایک درہم بھی ادھر ادھر نہیں ہوا تھا۔

ابو جعفر خلیفہ نے امام صاحب کو مختلف اوقات میں تیس ہزار درہم کا انعام دیا! امام صاحب نے کہا امیر المومنین! میں بغداد میں ایک غریب آدمی ہوں میرے پاس اسے رکھنے کی کوئی جگہ نہیں آپ انہیں بیت المال میں رکھ لیجئے خلیفہ نے ایسا ہی کیا جب امام صاحب کے انتقال کے بعد ان کے گھر سے لوگوں کی اس قدر امانتیں بر آمد ہوئیں تو خلیفہ نے کہا ہمیں ابو حنیفہ نے دھوکہ دیا۔ ایک مرتبہ منصور نے دس ہزار کا انعام دینے کے لیے امام صاحب کو بلایا آپ نے مجھ سے مشورہ لیا کہ میں اسے لوں یا نہ لوں اگر نہیں لیتا ہوں تو بادشاہ غضب ناک ہوگا، اور اگر لیتا ہوں تو میرے دین میں وہ چیز داخل کرے گا جسے میں ناپسند رکھوں، میں نے کہا یہ مال اس کے نزدیک بڑی چیز ہے جب وہ آپ کو اسے لینے کے لئے بلائے تو آپ جاکر کہہ دینا کہ میرے نزدیک یہ مال امیر المومنین سے زیادہ میٹھا، نفع بخش نہیں، امام صاحب نے جاکر یہی کہہ دیا امیر کو یہ بات معلوم ہوئی تو اس نے انعام روک لیا اس دن سے امام صاحب میرے سوا کسی سے مشورہ نہیں لیتے تھے۔

امام صاحب کی سخاوت، اخلاق اور حسن عہد کا بیان

قیس بن ربیع کہتے ہیں کہ امام صاحب پرہیز گار فقیہ شخص تھے لوگ ان سے حسد کرتے تھے، ملنے جلنے والوں کے ساتھ عمدہ برتاؤ اچھا سلوک اور احسان کیا کرتے تھے، بھائیوں پر فضل و کرم کرتے تھے یہی قیس کہتے ہیں آپ بڑے عقلمند لوگوں میں سے تھے۔ بسا اوقات مال تجارت بغداد کی طرف بھیجتے اور وہاں سے کوفے کو مال لاتے اور سال بھر میں جو نفع ہوتا اس سے محدثین کے لئے کھانے پینے اوڑھنے اور برتنے کی چیزیں خریدتے اور انہیں دے دیتے بلکہ باقی نفع کی رقم بھی محدثین کو دیدیتے اور فرماتے اسے اپنے کام میں لاؤ اور صرف اللہ

عزوجل کا احسان مانو اسی کا شکریہ ادا کرو، دراصل میں تے تمہیں یہ اپنے مال سے نہیں دیا بلکہ تمہیں دینے کے لئے خدا نے مجھے دیا تھا یہ تمھارے مال کا نفع ہے جسے خدا میرے ہاتھوں تمہیں پہنچا رہا ہے۔

حجر بن عبدالجبار کہتے ہیں لوگوں نے امام صاحب سے زیادہ اچھی مجلس والا اور امام صاحب سے زیادہ آنے جانے والوں کی خاطر تواضع کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا اور یہ مشہور ہے کہ شریف لوگ عقلمند بھی ہوتے ہیں۔ حفص بن حمزہ قریشی کہتے ہیں کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ ایک شخص امام صاحب کی مجلس میں بلا قصد آگیا جب وہ اٹھنے لگا تو آپ نے اس سے حال دریافت کیا۔اب جو حاجت ہوئی پوری کردی بھوکا ہے تو کھانا دیا۔ بیمار ہے تو عیادت کی، اس حسن اخلاق کی وجہ سے وہ ہمیشہ کا گرویدہ ہو جایا کرتا تھا۔

ایک مرتبہ دیکھتے ہیں کہ مجلس میں ایک شخص میلے کچیلے کپڑے پہنے بیٹھا ہے جب مجلس برخاست ہونے لگی تو آپ نے اسے فرمایا ذرا تم ٹھہر جانا پھر جب لوگ چلے گئے اور وہ اکیلا رہ گیا تو کہا کہ جاؤ مصلیٰ اٹھاؤ اور نیچے سے جو کچھ نکلے لے جاؤ اس نے مصلیٰ اٹھایا اور دو ہزار درہم لیکر آیا آپ نے فرمایا انہیں لے جاؤ اور اپنی حالت کی اصلاح کرو اس نے کہا حضرت میں تو مالدار ہوں محتاج نہیں ہوں فرمانے لگے کیا تجھے وہ حدیث نہیں پہونچی کہ اللہ تعالی اپنے بندے پر اپنی نعمت کے نشان دیکھنا پسند فرماتا ہے تجھے چاہیے کہ اپنی حالت سنوار لے تاکہ تیرے دوست تیری وجہ سے غمگین نہ ہوں۔

ابو یوسف فرماتے ہیں کہ امام صاحب ہر ایک کا سوال عموماً پورا کر دیا کرتے تھے۔ایک مرتبہ ایک شخص کہنے لگا کہ فلاں شخص کے میرے ذمہ پانچ سو درہم قرض ہیں مدت پوری ہو چکی ہے میں تنگ دست ہوں ادا کرنے کی طاقت نہیں، سفارش کر دیجئے کہ وہ اور مہلت دے امام صاحب سفارش کرتے ہیں وہ کہتا ہے حضرت میں نے ساری رقم انہیں معاف کر دی پہلا شخص کہنے لگا نہیں مجھے اس سے معاف نہیں کرانی ہے میں دیدوں گا مجھے معافی کی حاجت نہیں آپ

فرمانے لگے تمہیں نہیں ہمیں تو حاجت ہے جب آپ کے صاحب زادے حضرت حماد سمجھدار ہو جاتے ہیں تو استاد کے پاس انہیں لیکر امام صاحب جاتے ہیں اور پانچ سو درہم استاد کو پیش کرتے ہیں۔ جعفر بن عونؒ العمری کہتے ہیں امام صاحب کے پاس ایک عورت آتی ہے اور ایک ریشمی کپڑا مانگتی ہے آپ ایک عمدہ کپڑا نکالتے ہیں وہ کہتی ہے میں ایک بڑھیا عورت ہوں اور یہ امانت ہے جس بھاؤ میں آپ کو ملا ہو اسی بھاؤ دے دیجئے آپ نے فرمایا اچھا تو تم چار درہم دے دو وہ کہنے لگی حضرت! بڑھیا عورتوں سے یہ ہنسی مذاق ٹھیک نہیں، آپ نے فرمایا سنو! میں نے دو کپڑے خریدے تھے ایک کو اسی قیمت میں بیچ ڈالا جتنے میں دونوں لئے تھے مگر چار درہم کم رہ گئے تو یہ مجھے چار درہم میں پڑا ہے چار میں تم سے لے لیتا ہوں۔

شیخ سماد ابو سعید الکندی کہتے ہیں ایک مرتبہ ایک شخص آپ سے کہتا ہے کہ حضرت مجھے فلاں رنگ کا ریشمی کپڑا چاہیے، کہا اچھی بات ہے خیال رکھوں گا کوئی ہفتہ بھر کے بعد آپ نے اس کی فرمائش پوری کر دی اور اسے کپڑا دے دیا، وہ کپڑا دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اور کہا کیا قیمت ہے؟ فرمایا ایک درہم وہ کہنے لگا آج معلوم ہوا کہ آپ بھی مذاق کیا کرتے ہیں' آپ نے فرمایا نہیں مذاق نہیں' بات یہ ہے کہ میں نے دو کپڑے بیس دینار اور ایک درہم میں لیے تھے جن میں سے ایک بیس دینار میں بک گیا تو اب یہ ایک صرف ایک درہم میں ہی رہا۔ اور دوست سے میں نفع نہیں لیتا۔ مساور وراق نے کچھ اشعار کہے،

كنا من الدين قبل اليوم في سعة حتى ابتلينا باصحاب المقاييس

قاموا من السوق اذ قلت مكاسبهم فاستعملوا الرأى عند الفقر والبوس

أماالعريب فامسوا لاعطاء لهم وفي الموالي علامات المفاليس

اس سے پہلے کہ قیاس کرنیوالا گروہ پیدا ہو ہم دین میں کشادگی پاتے تھے۔ جب اس قیاسی جماعت کا دھندا، روزگار بازاروں میں مندا پڑ گیا تو انہوں نے رائے قیاس دین میں نکال کر پیٹ پالنا شروع کیا۔ اب لائق لوگوں کو کوئی نہیں پوچھتا بلکہ بھلے

لوگ مفلسی کے ہاتھوں تنگ آ گئے۔امام صاحب نے یہ سن کر اس سے ملاقات کی اور کہا تو نے ہماری ہجو کی ہے ہم تجھے خوش کر دیتے ہیں اور پھر چند دراہم اس کے پاس بھیجوادیئے تواب اس نے تعریف میں اشعار کہے۔

اذا مأأهــل مصر بادهونا بداهية من الفتيا لطيفة
أتيــنا هــم بمقياس صحيح صليب من طراز أبي حنيفة
إذا سمع الفقيه به حواه وأثبته بحبر في صحيفه

جبکہ شہر والوں نے ہمیں عمدہ فتوے دینے چھوڑ دیئے۔ہم نے بھی ان کے پاس امام صاحب کے صحیح قیاسات پیش کرنے شروع کر دیئے۔ایسے قیاسات کہ جو فقیہ انہیں سنتا ہے خوش ہو کر اپنی بیاض میں لکھ لیتا ہے۔عبداللہ بن رجاءالغدانی کہتے ہیں کہ امام صاحب کا ایک مرجی پڑوسی تھا کوفے میں وہ دن بھر تو اپنے کام کاج میں لگا رہتا تھا رات کو جب گھر آتا تو گوشت یا مچھلی لیتا آتا اور بھون کر کھاتا اور شراب پیتا اور نشہ میں بدمست ہو کر یہ شعر پڑھتا۔

أضاعــوني وأي فتى أضاعــوا =ليــوم كريهــة وســد اد ثغــر

انہوں نے مجھے ضائع کر دیا اور کیسے جوان کو ضائع کیا جو مصیبتوں کے دن کام آنے والا اور پرائے پھٹے میں پاؤں ڈالنے والا تھا،اس کی رات کا اکثر حصہ اسی خبیث شغل میں ضائع ہو تا یہاں تک کہ نیند آجاتی،امام صاحب چونکہ راتوں کو عبادت میں جاگتے رہتے تھے یہ آواز برابر ان کے کانوں تک پہنچا کرتی تھی۔ایک رات اس پڑوسی کی آواز نہ آئی آپ نے پوچھا کہ آج اسے کیا ہوا،لوگوں نے کہا اسے کوتوال پکڑ لے گیا اور کئی دنوں سے وہ قید خانہ میں ہے امام صاحب صبح کی نماز پڑھتے ہی اپنے خچر پر سوار ہو کر پہنچے،امیر صاحب سے اجازت چاہی امیر نے فرمایا اجازت دو اور سواری پر سے نہ اترنے دو یہاں تک کہ فرش پر آجائیں،اسی طرح امام صاحب داخل ہو گئے امیر نے خود ہٹ کر امام صاحب کو جگہ دی اور کہا آج کیسے تکلیف کی؟آپ نے کہا میرے ایک پڑوسی کو کوتوال صاحب نے کئی روز

سے قید کرر کھا ہے آپ حکم دیں کہ اسے چھوڑ دیں، امیر نے کہا بہت خوشی سے نہ صرف اسی کو بلکہ اس رات سے لے کر آج تک جتنے بھی قید ہوئے ہیں سب آزاد ہیں، امام صاحب نے خود جا کر اسے قید خانہ سے چھڑا یا۔اب امام صاحب سواری پر آگے آگے ہیں اور وہ پیچھے، جب امام صاحب اترنے لگے تو فرمایا کہ اے شخص افسوس ہم نے تیری کوئی خبر نہ لی اس نے کہا نہیں نہیں بلکہ آپ نے خوب حفاظت اور رعایت کی، اللہ تعالی آپ کو بہتر بدلہ دے آپ نے پڑوس کا حق خوب ادا کیا چنانچہ اسی وقت سے وہ تائب ہو گیا اور پھر کبھی شراب نہیں پی۔

امام صاحب کی عقلمندی، زیرکی اور دانائی کا بیان

حضرت ابن المبارک نے حضرت سفیان ثوری سے کہا کہ اے ابو عبداللہ دیکھو تو امام صاحب غیبت سے کس قدر بچتے ہیں کبھی اپنے دشمن کی بھی غیبت نہیں کی، حضرت سفیان نے جواب دیا کہ وہ عاقل آدمی ہیں کیوں ایسا کام کریں جس سے ان کی نیکیاں اسے مل جائیں جس کی وہ غیبت کرتے ہیں۔

علی بن عاصم کہتے ہیں اگر امام صاحب کی عقل کا وزن آدھی دنیا کے لوگوں کی عقل کے ساتھ کیا جائے تو بھی امام صاحب کی عقل وزن دار رہے گی۔

خارجہ بن مصعب کے پاس امام صاحب کا ذکر آیا تو کہنے لگے میں نے ایک ہزار علماء کے ساتھ ملاقات کی میں نے اس میں تین یا چار عقلمند پائے جن میں امام صاحب بھی ہیں اور فرمایا جو شخص جرابوں پر مسح کرنا جائز نہ جانے یا امام صاحب کی برائی بیان کرے وہ ناقص العقل ہے۔

یزید بن ہارون کہتے ہیں میں نے کسی شخص کو امام صاحب سے زیادہ عقلمند اور پرہیز گار نہیں پایا۔ محمد بن عبد اللہ انصاری کا بیان ہے کہ امام صاحب کے بولنے میں، ان کے چلنے میں اور آنے جانے میں بھی ان کی عقلمندی ظاہر ہوتی تھی۔ کوفہ میں ایک شخص تھا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہودی کہتا تھا

ایک مرتبہ امام صاحب اس کے پاس گئے اور فرمانے لگے میں ایک شخص کا پیغام تیری لڑکی کی نسبت لایا ہوں، وہ شریف ہے، مالدار ہے، حافظ قرآن ہے، سخی ہے، ساری رات ایک رکعت نماز میں گذار دیتا ہے اللہ کے خوف سے بہت روتا ہے، اس نے کہا حضرت ایسا آدمی کہاں نصیب اس سے کم اچھائی والا ہو تو وہ بھی منظور ہے، آپ نے فرمایا مگر اس میں ایک برائی ہے وہ یہ کہ وہ یہودی ہے اس نے کہا سبحان اللہ! آپ مجھے ایک یہودی کو اپنی لڑکی دینے کو کہتے ہیں؟ امام صاحب نے فرمایا تو کیا تم اپنی لڑکی نہیں دوگے؟ اس نے کہا ہرگز نہیں تو یہ سن کر فرمایا کیوں صاحب؟ پھر کیا رسول اللہ ﷺ نے اپنی لڑکی کا نکاح یہودی سے کر دیا۔ وہ سمجھ گیا اور فوراً توبہ کر لی۔

امام صاحب کے پوتے اسمٰعیل فرماتے ہیں ہمارا ایک پڑوسی رافضی تھا اس کے دو خچر تھے ایک کا نام اس نے ابو بکر رکھ چھوڑا تھا اور دوسرے کو عمر کہا کرتا تھا ایک رات ان میں سے ایک نے اسے مار ڈالا، امام صاحب نے سن کر فرمایا جاؤ دیکھو یہ وہی ہوگا جس کا نام اس نے عمر رکھا تھا لوگوں نے دیکھا تو واقعی وہ وہی تھا۔

ابن المبارک کہتے ہیں میں نے ابو حنیفہ کو مکہ کے راستہ میں دیکھا ان کے لئے ایک چکنے موٹے اونٹ کے بچے کو بھونا گیا تھا سب کی خواہش ہوئی کہ اس گوشت کو سرکہ سے کھائیں، لیکن کوئی ایسا برتن نہ ملا جس میں سرکہ نکالیں تو میں نے امام صاحب کو دیکھا انھوں نے ریت میں ایک گڈھا بنایا اور اس پر دستر خوان بچھادیا اور سرکہ ڈال کر اس بھنے ہوئے گوشت کو سرکہ سے کھایا، لوگ تعریفیں کرنے لگے تو آپ نے فرمایا اللہ تعالی کا شکریہ ادا کرو کہ اس کے فضل و کرم سے میری سمجھ میں یہ ترکیب آگئی۔

ابو یوسف فرماتے ہیں منصور نے امام صاحب کو بلایا تو ربیع نے جو اس کا داروغہ تھا اور امام صاحب سے جلتا تھا کہا کہ اے امیر المومنین یہ شخص آپ کے دادا حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی مخالفت کرتا ہے وہ کہتے تھے کہ جس شخص نے قسم کھائی اس کے بعد ایک دو دن بعد انشاء اللہ کہہ لیا تو بھی استثنا جائز ہے اور یہ

کہتے ہیں کہ ان شاء اللہ جب تک قسم کے ساتھ متصل نہ ہو جائز نہیں ،امام صاحب نے جھٹ سے فرمایا اے امیر المومنین! ربیع کا خیال ہے کہ آپ کے لشکری آپ کی بیعت کے پابند نہیں۔ خلیفہ نے پوچھا یہ کیسے؟ کہا وہ آپ کے سامنے قسم کھالیں اور اپنے گھر جاکر ان شاء اللہ کہہ لیں تو ان پر قسم کی پابندی نہیں۔ منصور ہنس دیا اور کہنے لگا ربیع! تو ابو حنیفہ کے منہ نہ لگ، جب باہر نکلے تو ربیع کہنے لگا آج تو آپ نے میرا خون بہانے کی تجویز کی تھی آپ نے کہا یوں نہیں بلکہ یہ ارادہ تو آپ کا تھا میں نے تو اپنے آپ کو اور تمہیں دونوں کو بچالیا ہے۔ عبدالواحد بن غیاث کہتے ہیں ابو عباس طوسی امام صاحب کے بارے میں کچھ بد ظن تھے اور امام صاحب کو اس کا علم تھا ایک مرتبہ آپ امیر المومنین ابو جعفر کے پاس گئے جب دربار بھر گیا تو طوسی نے کہا آج میں اس شخص کو قتل کرا کر رہوں گا، پھر ان کی جانب متوجہ ہو کر کہا اے ابو حنیفہ! امیر المومنین اگر ہم میں سے کسی شخص کو حکم دیں کہ فلاں کی گردن مار دو اور اسے یہ نہ معلوم ہو کہ کس جرم پر وہ گردن زدنی قرار دیا گیا ہے تو وہ اس حکم کی تعمیل کرے یا نہ کرے؟ آپ نے فرمایا اے ابو العباس! یہ بتاؤ خلیفہ حق کا حکم کیا کرتے ہیں یا باطل کا،کہا حق،کہا پھر کیا ہے؟ حق کو جہاں بھی ہو جاری کرو، اور کچھ نہ پوچھو پھر امام صاحب نے اپنے پاس والوں سے کہا دیکھو کہ اس نے مجھے باندھنے کا ارادہ کیا تھا مگر اب میں نے اسے باندھ لیا ہے۔

یحییٰ بن معین کہتے ہیں ایک مرتبہ کچھ خارجی کوفہ کی مسجد میں آگئے اور امام صاحب اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں بیٹھے تھے امام صاحب نے کہا، اپنی جگہ بیٹھے رہو، وہ لوگ جب آگئے تو کہنے لگے تم کون ہو؟ آپ نے کہا ہم پناہ طلب کرنے والے ہیں امیر خوارج نے کہا انہیں چھوڑ دو اور ان کی امن کی جگہ پہنچادو انہوں نے قرآن سنایا اور جائے امن تک پہنچادیا۔

حجر بن عبدالجبار حضرمی کہتے ہیں کہ ہماری مسجد میں ایک واعظ تھے جن کا نام زرعہ تھااور وہ مسجد حالانکہ حضرمیوں کی تھی مگر زرعہ کی طرف ہی منسوب کی جاتی تھی امام صاحب کی والدہ نے ایک مسئلہ میں فتویٰ لینا چاہا آپ نے (ابو حنیفہ) فتویٰ دیا لیکن انہوں نے قبول نہ کیااور کہاجو زرعہ واعظ کہیں گے میں تو اسی کو قبول کروں گی چنانچہ آپ اپنی والدہ کو لے کر زرعہ کے پاس آئے اور کہا یہ میری ماں ہیں تم سے فلاں فلاں مسئلہ پوچھتی ہیں انہوں نے کہا آپ مجھ سے زیادہ عالم وفقیہ ہیں۔ آپ ہی جواب دیجئے، آپ نے کہا میں نے تو انہیں یہ جواب دیاہے زرعہ نے کہا ٹھیک ہے جواب صحیح ہے اب ان کی والدہ خوش ہو گئیں اور واپس چلی آئیں۔ حسن بن زیاد کہتے ہیں آپ کی (ابو حنیفہ) والدہ نے ایک مرتبہ قسم کھالی پھر اسے توڑ دی آپ سے یہ مسئلہ پوچھا آپ نے بتلایا لیکن وہ رضا مند نہ ہوئیں اور کہنے لگیں میں تو زرعہ قاضی کی بات مانوں گی،آپ انہیں لے کر زرعہ کے پاس آئے انہوں نے ان سے مسئلہ پوچھازرعہ نے کہا میں آپ کو فتوی بتاؤں جب کہ تمہارے ساتھ کوفہ کے فقیہہ ہیں، آپ نے کہا میں نے تو انہیں اس طرح جواب دیاہے انہوں نے بھی یہی جواب دیااب وہ راضی ہو گئیں۔

ابن المبارک کہتے ہیں میں نے حسن بن عمارہ کو دیکھاوہ آپ کی رکاب تھامے ہوئے چلے جارہے تھے اور کہتے تھے واللہ ہم نے فقہ کے کسی متکلم کو آپ سے زیادہ پہنچا ہوا اور زیادہ واقف اور زیادہ حاضر نہیں پایا، آپ تو فقہ میں اپنے وقت کے سردار ہیں لوگ جو کچھ کہتے ہیں وہ صرف حسد کی وجہ سے کہتے ہیں،

عبداللہ بن داؤد کہتے ہیں لوگ ابو حنیفہ کے بارے میں یا تو حاسد ہیں یا جاہل ہیں اور جاہل اچھے ہیں۔ کہتے ہیں ابو حنیفہ کے بارے میں لوگ دو طرح کے ہیں جاہل اور حاسد۔ وکیع کہتے ہیں میں امام صاحب کے پاس گیادیکھاوہ سر جھکائے متفکر بیٹھے ہیں پوچھنے لگے کہاں سے آئے، میں نے کہاشریک کے پاس سے انھوں نے اپناسر اٹھایااور یہ اشعار پڑھے۔

إن يحسدوني فاني غير لائمهم
قبلي من الناس أهل الفضل قد حسدوا
فدام لي ولهم ما بي ومابهم
ومات اكثرنا غيظا بما يجد

اگر وہ مجھ پر حسد کریں تو میں انہیں ملامت نہیں کروں گا۔ مجھ سے پہلے بھی اہل فضل سے حسد کیا گیا۔ پس میرا اور ان کا جو کچھ تھا وہ باقی ہی رہا۔ اور اکثر حسد اور غصہ میں ہلاک ہو گئے۔ وکیع کہتے ہیں شاید آپ کو کوئی خبر ان کی طرف سے ایسی ہی ملی ہو گی۔

محمد بن حسن سے ایک مرتبہ امام صاحب کے حاسدوں کا ذکر کیا گیا تو وہ کہنے لگے

محسد ون وشرالناس منزلة =من عاش فی الناس یوما غیر محسود

حسد کرنے والے کرتے رہیں جس شخص سے حسد ورشک نہ کیا جائے وہ بدترین آدمی ہے۔ ابو وہب عابد کہتے ہیں جو شخص جرابوں پر مسح کو جائز نہ جانے یا امام صاحب کی شان میں واقع ہو یعنی گستاخی کرے وہ ناقص العقل ہے۔ ایک مرتبہ ابن عائشہ نے امام صاحب کی ایک بات بیان کی تو حاضرین میں سے بعض نے کہا ان کی روایت نہ کیجئے، کہنے لگے اگر تم بھی انہیں دیکھتے تو ان کے مرید بن جاتے تمہاری ان کی مثال یہی ہے جو کسی شاعر نے کہی ہے

أقلوا عليه ويحكم لاأبالكم من اللؤم أو سدوا المكان الذی سدا

کہ اے بد نصیبو ! تم یا تو ان پر ملامت کم کرو یا ان جیسے ہو کر دکھادو۔

سفیان کے پاس ایک شخص آتا ہے اور کہتا ہے تم امام صاحب کا اس میں کیا گناہ جانتے ہو وہ تو کہا کرتے تھے میں کتاب اللہ قرآن شریف کو لیتا ہوں اگر اس میں نہ پاؤں تو سنت رسول اللہ ﷺ حدیث شریف کو لیتا ہوں اگر اس میں نہ پاؤں تو جس صحابی کا قول مطابق دلیل معلوم ہو، لیتا ہوں اور ان کے علاوہ کی بات نہیں

لیتاہوں اور جب یہاں بھی نہیں ملتا ہے تو مجتہدوں کے اقوال دیکھتا ہوں جیسے ابراہیم اور شعبی، ابن سیرین اور حسن، عطاء، سعید بن مسیّب اور ان جیسے آدمی، تو میں بھی اجتہاد کرتا ہوں جیسے انہوں نے اجتہاد کیا، حضرت سفیان یہ سن کر خاموش ہو رہے پھر چند کلمات فرمائے جنہیں سب حاضرین نے لکھ لیا، فرمایا ہم سخت سخت حدیثیں سنتے تھے اور ڈرتے تھے، نرم سنتے تھے اور امید بندھتی تھی، ہم زندوں کے محاسب نہیں اور مردوں کے قاضی نہیں۔ جو سنتے ہیں تسلیم کرتے ہیں جو نہیں جانتے اسے خدا کو سونپتے ہیں اپنے علم پر غرہ اور نازاں نہیں۔

خطیب بغدادی کہتے ہیں "ہم نے ایوب سختیانی، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، ابو بکر بن عیاش وغیرہ ائمہ سے بہت سے اقوال بیان کئے جو امام صاحب کی تعریف اور مدح وثنا کو شامل ہیں۔ لیکن متقدمین ائمہ حدیث سے اور خود ان بزرگوں سے بھی جو محفوظ اقوال امام صاحب کے بارے میں مروی ہیں وہ اس کے سراسر خلاف ہیں اور وہ اقوال بھی بہ کثرت ہیں، اور ان سے کئی ایک برائیاں امام صاحب کی ثابت ہوتی ہیں جو حفاظت کے ساتھ ہم تک پہنچتی ہیں، بعض برائیاں تو اصول دیانت میں ہیں اور بعض فروع دیانت میں ہیں۔ اب ہم ان شاءاللہ تعالی انہیں بھی ذکر کرتے ہیں اور جو لوگ ان کا سننا اور ان سے واقف ہونا پسند نہیں کرتے ہیں ان کی خدمت میں معذرت کرتے ہیں کہ امام صاحب بھی ہمارے نزدیک باوجود اپنی جلالت قدر کے اور علماء کرام کی طرح ہی ہیں، جہاں ہم نے اپنی اس کتاب میں ان کے تمام حالات اور جو کچھ ان کے بارے میں علماء نے خیالات ظاہر کئے تھے نقل کر دیئے۔ اسی طرح اب امام صاحب کی زندگی کا دوسرا پہلو بھی ظاہر کرتے ہیں اللہ تعالی ہمیں نیکی اور حق کی توفیق عطا فرمائے۔

یزید بن ہارون امام صاحب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ابو حنیفہ بھی ایک امتی ہیں جس طرح اوروں کے اقوال صحیح ہوتے ہیں اور غلط بھی اسی طرح ان کے بھی ہیں، ابو بکر احمد بن جعفر الختلی کہتے ہیں جمادی الآخرۃ ۲۸۸ھ میں ابو العباس احمد بن علی بن مسلم الابار نے ہم کو یہ املا کرایا ہے

جن بزرگوں نے امام صاحب کی تردید کی ہے ان کے نام یہ ہیں۔

ایوب سختیانی، جریر بن حازم، ہمام بن یحییٰ، حماد بن سلمہ، حماد بن زید، ابو عوانہ، عبدالوارث، سوار عنبری قاضی، یزید بن زریع، علی بن عاصم، مالک بن انس، جعفر بن محمد، عمر بن قیس، ابو عبدالرحمٰن مقری، سعید بن عبدالعزیز، امام اوزاعی، عبداللہ بن المبارک، ابو اسحاق فزاری، یوسف بن اسباط، محمد بن جابر، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، حماد بن ابی سلیمان، ابن ابی لیلیٰ، حفص بن غیاث، ابو بکر بن عیاش، شریک بن عبداللہ، وکیع بن جراح، رقبہ بن مصقلۃ، فضل بن موسیٰ، عیسیٰ ابن یونس، حجاج بن ارطاۃ، مالک بن مغول، قاسم بن حبیب اور ابن شبرمہ رحمہم اللہ اجمعین۔

ایمان کے بارے میں امام صاحب کا فرمان

امام ثوری فرماتے ہیں ہم مومن ہیں اور اہل قبلہ کو بھی ہم نکاح، میراث، نماز اور اقرار کے بارے میں مومن جانتے ہیں، ہم گنہ گار ہیں ہمیں نہیں معلوم کہ اللہ تعالی کے نزدیک ہمارا کیا حال ہے۔ اور امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں جو شخص سفیان کا یہ قول کہے ہمارے نزدیک وہ شک والا ہے، ہم یہاں اور اللہ کے نزدیک بھی یقیناً مومن ہیں۔ امام وکیع کہتے ہیں ہم بھی وہی کہتے ہیں جو امام سفیان نے کہا ہے اور ابو حنیفہ کا قول ہمارے نزدیک جرأت ہے۔ عمیر کہتے ہیں میرے سامنے ایک شخص نے مسجد حرام میں امام ابو حنیفہ سے پوچھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ کعبہ حق ہے لیکن میں نہیں جانتا کہ وہ کعبہ یہی ہے جو مکہ میں ہے یا یہ نہیں امام صاحب نے جواب دیا کہ وہ سچا پکا مومن ہے۔ اس نے کہا اچھا اس شخص کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں جو کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد بن عبداللہ نبی ہیں۔ لیکن میں نہیں جانتا کہ آیا یہ وہی ہیں جن کی قبر مدینہ میں ہے یا یہ نہیں آپ نے کہا وہ بھی سچا پکا مومن ہے۔

امام حمیدی کہتے ہیں جو یہ بات کہے وہ کافر ہے، سفہام اس بات کو حمزہ بن حارث سے بیان کرتے تھے۔ محمد باغندی کہتے ہیں میں عبداللہ بن زبیر کے پاس تھا انکے پاس امام احمد بن حنبل کا خط آیا کہ ابو حنیفہ کے بیان کردہ شنیع مسائل مجھے لکھ بھیجو، انہوں نے اس کے جواب میں لکھا مجھ سے حارث بن عمر نے بیان کیا کہ میں نے ابو حنیفہ سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ اگر کوئی شخص کہے کہ میں جانتا ہوں کہ بیت اللہ ہے اور یہ نہیں جانتا کہ یہ وہی ہے جو مکہ میں ہے یا کوئی اور ہے، کیا وہ مومن ہے تو کہا ہاں اور کوئی شخص کہے کہ میں جانتا ہوں رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے اور نہیں جانتا کہ وہ مدینہ میں دفن کئے گئے یا اور کہیں کیا وہ بھی مومن ہے کہا ہاں۔

حارث کہتے ہیں اور میں نے سنا وہ یہ بھی کہتے تھے کہ اگر دو گواہوں نے قاضی کے سامنے گواہی دی کہ فلاں شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی اور دونوں کو معلوم ہے کہ انہوں نے جھوٹی گواہی دی ہے اور قاضی نے میاں بیوی میں جدائی کرادی پھر ان گواہوں میں سے ایک اس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے کیا وہ نکاح کر سکتا ہے، آپ نے فتوی دیا کہ ہاں کر سکتا ہے، کہا اچھا اس کے بعد قاضی کو بھی علم ہو تو کیا وہ ان دونوں میں جدائی کر سکتا ہے جواب دیا ہر گز نہیں۔

امام صاحب سے سوال ہوتا ہے کہ ایک شخص کہتا ہے کہ کعبہ برحق ہے لیکن میں نہیں جانتا کہ یہ وہی کعبہ ہے جس کا لوگ حج کرتے ہیں اور اس کے ارد گرد طواف کرتے ہیں یا وہ خراسان میں ہے کیا ایسا شخص مومن ہے آپ نے فتوی دیا ہاں وہ مومن ہے۔

عباد بن کثیر امام صاحب سے پوچھتے ہیں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ میں جانتا ہوں کہ کعبہ برحق ہے اور وہ بیت اللہ ہے لیکن میں نہیں جانتا کہ یہ وہی ہے جو مکہ میں ہے یا وہ ہے جو خراسان میں ہے کیا ایسا شخص بھی مومن ہے، کہنے لگے ہاں وہ مومن ہے، میں نے کہا اچھا اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں کہ جو کہے کہ میں جانتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں لیکن نہیں جانتا کہ یہ وہی رسول اللہ

ہیں جو مدینہ میں قریش قبیلے سے تھے یا محمد نام کا کوئی اور شخص رسول اللہ ہے، کیا ایسا عقیدہ رکھنے والا مومن ہے کہا ہاں وہ مومن ہے۔

سفیان کہتے ہیں میں کہتا ہوں جو اس میں شک کرے وہ یقیناً کافر ہے اور آپ کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص اس جوتی کی عبادت کرے اور اس سے اللہ کی نزدیکی چاہے تو میرے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں، سعید کہتے ہیں یہ صریح کفر ہے۔ شریک کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ نے قرآن پاک کی دو آیتوں کے ساتھ کفر کیا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ویقیموا الصلوٰۃ و یؤتوا الزکوٰۃ وذلک دین القیمۃ "یعنی دین مضبوط یہ ہے کہ نمازوں کو قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "لیزدادوا ایمانا مع ایمانھم "یعنی تاکہ لوگ ایمان میں بڑھ جائیں اپنے ایمان کے ساتھ، اور ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ ایمان گھٹتا بڑھتا نہیں۔ اور کہتے ہیں نماز اللہ کے دین میں نہیں۔ ابو اسحاق فزاری کہتے ہیں کہ میں نے ابو حنیفہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابو بکر صدیق کا ایمان اور ابلیس کا ایمان ایک ہے ابلیس بھی کہتا تھا یارب اور ابو بکر صدیقؓ بھی کہتے تھے یا رب، ابو اسحاق کہتے ہیں ہر مرجیہ شخص کا یہی خیال ہے ورنہ ان کا مذہب نہیں بنتا۔ آپ فرماتے ہیں آدمؑ اور ابلیس کا ایمان ایک ہے ابلیس کہتا ہے 'رب بما اغویتنی "اور کہتا ہے "رب فانظرنی الی یوم یبعثون "اور آدم کہتے ہیں" ربنا ظلمنا انفسنا "ایک مرتبہ امام صاحب نے دیکھا کہ ایک شرابی کھڑے کھڑے پیشاب کررہا ہے فرمانے لگے کاش کہ تو بیٹھ کر پیشاب کرتا، اس نے آپ کی طرف دیکھا اور کہا کہ اے مرجیہ تو ہی میرے پاس سے نہ گذرتا آپ فرمانے لگے کیا تمھاری جانب سے یہی میرا بدلہ ہے جبکہ میں نے تمھارے ایمان کو جبریل کے ایمان کے برابر کردیا۔

قاسم بن حبیب کہتے ہیں میں نے اپنی جوتیاں کنکریوں میں رکھی اور امام صاحب سے کہا کہ ایک شخص مرتے دم تک ان جوتیوں کی نماز پڑھتا رہا۔ مگر اللہ تعالیٰ کو دل سے پہچانتا رہا کیا وہ بھی ایمان دار ہے؟ آپ نے جواب دیا ہاں وہ بھی

مومن ہے۔ میں نے کہا اب میں آپ سے ہر گز ہر گز کبھی بھی بات چیت نہیں کروں گا۔ حضرت سفیان ثوری، حضرت شریک، حضرت حسن بن صالح، حضرت ابن ابی لیلیٰ جمع ہوتے ہیں اور امام صاحب کو بھی بلاتے ہیں وہ تشریف لائے تو ان سے پوچھا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ جس نے اپنے باپ کو قتل کر دیا، اپنی ماں سے نکاح کر لیا اور اپنے باپ کے سر کے کاسہ میں شراب پی، آپ نے فرمایا وہ مومن ہے، یہ سنتے ہی امام ابن ابی لیلیٰ فرمانے لگے میں تیری شہادت کبھی بھی قبول نہ کروں گا' امام سفیان فرمانے لگے میں تجھ سے کبھی نہ بولوں گا، حضرت امام شریک نے کہا اگر میرا بس چلتا تو تیری گردن مار دیتا امام حسن بن صالح نے فرمایا میں تیری شکل بھی کبھی نہ دیکھوں گا۔ حماد بن زید کہتے ہیں میں امام صاحب کے پاس گیا آپ نے سعید بن جبیر کا ذکر کیا اور انہیں مرجیہ کہا میں نے کہا حضرت آپ سے یہ کس نے کہا، کہا سالم افطس نے، میں نے کہا سالم افطس تو خود مرجیہ تھا سنئے مجھ سے ایوب نے کہا کہ مجھے سعید بن جبیر نے طلق کے پاس بیٹھا دیکھا تو مجھے منع فرما دیا۔ اس لئے کہ طلق مرجیہ کا خیال رکھتے تھے ایک شخص نے کہا امام صاحب طلق کی بابت آپکی کیا رائے ہے آپ نے جواب نہ دیا اس نے پھر پوچھا آپ نے پھر منہ پھیر لیا پھر کہا وہ عدل دیکھتا تھا۔ ابو مسہر کہتے ہیں ابو حنیفہ مرجیہ کے سردار تھے۔ یزید مقری کہتے ہیں مجھے بھی انہوں نے مرجیہ بننے کو کہا تھا۔ اور ان کی اس دعوت کو میں نے رد کر دیا۔ ابن المبارک سے کسی نے پوچھا کہ ابو حنیفہ میں بھی کچھ بدعت تھی کہا ہاں، مرجیہ پن۔ امام ابو یوسف سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا امام ابو حنیفہ مرجیہ تھے کہا ہاں، سوال ہوا کیا وہ جہمیہ تھے کہا ہاں کہا پھر تم اپنی بابت کہو کہا امام صاحب ایک مدرس تھے ان کی اچھی باتیں ہم لیتے تھے اور خلاف شرع باتیں چھوڑ دیا کرتے تھے۔

سعید کہتے ہیں میں امیر المومنین موسیٰ کے پاس جرجان میں تھا ہمارے ساتھ امام صاحب کے شاگرد رشید قاضی ابو یوسف بھی تھے میں نے ان سے امام ابو حنیفہ کے بارے میں دریافت کیا تو کہنے لگے تم انہیں کیا کرو گے وہ تو جہمیہ ہو کر

مرے ہیں۔امام صاحب کا قول ہے کہ جب جہم بن صفوان کی عورت ہمارے یہاں آئی تو ہم نے دیکھا ہے اسے اپنی عورتوں سے ملاقات کرائی ہے جہم کی لونڈی جب خراسان آئی تو کوفے میں اس کے اونٹ کی نکیل لئے ہوئے امام ابو حنیفہ چلتے تھے۔ابو یوسف سے یہ بھی مروی ہے کہ امام صاحب جہم کی مذمت کیا کرتے تھے۔اوراس کے اقوال پر عیب گیری کرتے تھے، فرماتے تھے خراسان میں دو قسم کے لوگ بدترین لوگ ہیں جہمیہ اور متشبہ اور کبھی کہتے تھے مقابلیہ۔حمانی اپنے باپ کی روایت سے نقل کرتے ہیں کہ امام صاحب جہم بن صفوان کو کافر کہتے تھے۔

''ہم بھی بلا شک یہ کہتے ہیں کہ امام صاحب معتزلہ کا وعید کے بارے میں خلاف کرتے تھے اس لیے کہ وہ مرجیہ تھے۔اور خلق افعال کا بھی انکار کرتے تھے اس لیے کہ وہ تقدیر کے مثبت تھے''ایک شخص سرخ رنگ جیسے کہ شامی ہوتے ہیں امام صاحب سے سوال کرتا ہے کہ ایک شخص اپنے مقروض کو پکڑ لیتا ہے وہ قسم کھاتا ہے کہ اگر کل میں تجھے تیری رقم نہ دیدوں تو میری بیوی پر طلاق ہے یہ اور بات ہے کہ دونوں میں سے کسی کو موت آجائے۔دوسرے دن وہ زناکاری اور شراب خوری میں مشغول ہو جاتا ہے فرمایا نہ اسکی قسم ٹوٹتی ہے نہ اس کی عورت اس سے جدا ہوتی ہے۔

امام صاحب فرماتے ہیں جب قدریہ فرقہ سے تم گفتگو کرو تو ایک بات ایسی میں بتاتا ہوں کہ یا تو وہ خاموش ہو جائے اور ہار جائے یا کافر ہو جائے۔اس سے پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ چیزوں کو پیدا کرنے سے پہلے یہ جانتا تھا کہ یہ چیز ایسی ہوگی یا نہیں جانتا تھا؟اگر وہ انکار کرے تو صریح کفر ہے اور اگر اقرار کرے تو پوچھا جائے کہ کیا وہ اپنے علم کے مطابق ہونا چاہتا تھا یا خلاف علم۔اگر علم کے مطابق وہ کہے تو ثابت ہو گیا کہ مومن سے اس کا ارادہ ایمان کا تھا اور کافر سے کفر کا اور اگر کہے کہ اس کا ارادہ اپنے علم کے خلاف ہونے کا تھا تو اس نے اپنے رب کو تمنا کرنے والا اور حسرت وافسوس کرنے والا ٹھہرایا اس لئے کہ جو شخص جانتا ہو کہ یہ

نہ ہوگا اور پھر اس کا ہونا چاہے یا جانتا ہو کہ یہ ہوگا اور اس کا نہ ہونا چاہے تو وہ تمنا کرنے والا اور حسرت وافسوس کرنے والا ہوا۔ اور جو شخص اپنے رب کو تمنائیں اور حسرت وافسوس کرنے والا جانے وہ کافر ہے۔ امام ابو حنیفہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو فضیلت دیتے تھے اور حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ سے محبت رکھتے تھے، تقدیر پر ایمان رکھتے تھے، تقدیر کے مسائل میں کلام نہ کرتے تھے، جرابوں پر مسح جائز جانتے تھے اور اپنے زمانے کے بڑے عالم اور بہت بڑے پرہیز گار تھے۔

خلق قرآن کے مسئلہ میں امام صاحب کا قول

کہا گیا ہے کہ امام صاحب خلق قرآن کے قائل نہ تھے اور مشہور یہ ہے کہ وہ اس کے قائل تھے لیکن توبہ کرائے گئے تھے وہ روایتیں ملاحظہ ہوں جس میں امام صاحب سے خلق قرآن کی نفی وارد ہے۔

حکم بن بشیر کہتے ہیں کہ حضرت سفیان بن سعید ثوری اور حضرت نعمان بن ثابت کا قول ہے کہ قرآن کلام اللہ ہے غیر مخلوق ہے۔

ابو یوسف فرماتے ہیں میں نے امام صاحب سے چھ مہینے تک مناظرہ کیا یہاں کہ وہ اس بات کے قائل ہو گئے کہ جو قرآن کو مخلوق کہے وہ کافر ہے ۔ فرماتے ہیں کہ قرآن کو مخلوق کہنے والا بدعتی ہے اس کی نہ بات مانی جائے اور نہ اسکی اقتدا میں نماز پڑھی جائے ۔ ابن مبارک جب امام صاحب کے پاس آتے ہیں تو آپ پوچھتے تم میں یہ بیماری کیا پھیل پڑی ہے؟ جہم کیا کیا کہتا ہے؟ کہا وہ کہتا ہے کہ قرآن مخلوق ہے آپ نے فرمایا (کبرت کلمة تخرج من افواههم ان یقولون الا کذبا) بڑی بری بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے یقیناً وہ جھوٹ کہتے ہیں ۔ ابو عبداللہ احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ بات صحیح نہیں ہے کہ ابو حنیفہ خلق قرآن کے قائل تھے۔

ابو سلیمان جوزجانی اور معلیٰ بن منصور رازی کہتے ہیں امام ابو حنیفہ ، ..

امام ابو یوسف، امام زفر امام محمد اور ان کے ساتھیوں میں سے کسی نے قرآن کو مخلوق نہیں کہا یہ تو بشر مریسی اور ابن ابی داؤد کا قول ہے اور ان لوگوں نے اصحاب ابو حنیفہ کو بدنام کیا ہے۔

ان لوگوں کا بیان جو کہتے ہیں کہ امام صاحب قرآن کو مخلوق کہتے ہیں

امام ابو یوسف، شاگرد رشید امام ابو حنیفہ، فرماتے ہیں سب سے پہلے جس نے قرآن کو مخلوق کہا وہ ابو حنیفہ ہیں۔

سلمہ بن عمرو قاضی نے منبر پر اپنے بیان میں کہا اللہ تعالیٰ ابو حنیفہ پر رحم نہ کرے اسی شخص نے سب سے پہلے قرآن کو مخلوق کہا۔ ابو یوسف قاضی سے حسن بن ابی مالک پوچھتے ہیں امام ابو حنیفہ قرآن کے بارے میں کیا کہتے تھے، کہا وہ کہتے تھے کہ قرآن مخلوق ہے پوچھا جاتا ہے پھر آپ کیا کہتے ہیں کہا میں نہیں کہتا، ابو القاسم کہتے ہیں جب میں نے اس واقعہ کا ذکر قاضی برقی سے کیا تو وہ کہنے لگے ابو الحسن بھی اسی کے قائل تھے ابو الحسن بھی یہی کہتے تھے یعنی حسن بن ابی مالک، میں نے پھر کہا کیا ابو حنیفہ کا قول یہی ہے کہا ہاں وہ بھی اس نا مبارک قول کے قائل ہیں۔

ایک مرتبہ لوگ امام ابو یوسف سے کہتے ہیں کہ آپ امام ابو حنیفہ کی روایتیں ہمیں کیوں نہیں سناتے، کہا تم ان کی روایتوں کو کیا کرو گے وہ تو انتقال کے وقت قرآن کے مخلوق ہونے کے قائل ہو گئے تھے۔

یحیٰی بن عبد الحمید کہتے ہیں میں نے دس ثقہ لوگوں سے سنا ہے وہ کہہ رہے تھے کہ ہم نے سنا ہے کہ ابو حنیفہ خلق قرآن کے قائل تھے۔ ایک مرتبہ امام صاحب عیسیٰ بن موسیٰ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہنے لگے قرآن مخلوق ہے عیسیٰ نے

فرمایا اسے نکال دو اور اگر توبہ نہ کرے تو اس کی گردن مار دو۔ والی کوفہ عیسیٰ بن موسیٰ عباسی کے دربار میں ابن ابی لیلیٰ اور امام صاحب کی ملاقات ہوتی ہے وہاں کچھ بات چیت ہوتی ہے امام صاحب فرماتے ہیں قرآن مخلوق ہے امیر کوفہ عیسیٰ بہت غصہ ہو کر فرماتے ہیں اسے باہر نکالو اس سے توبہ کراؤ اگر توبہ نہ کرے تو اس کی گردن مارو۔

ابن ابی لیلیٰ نے ایک مرتبہ امام صاحب کے پاس آدمی بھیجا کہ آپ قرآن کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہا وہ مخلوق ہے، کہا توبہ کرو ورنہ میں تمہاری گردن ماروں گا۔ دوبارہ پھر بھیجا تو کہنے لگے قرآن کلام اللہ ہے اس پر مشہور ہو گیا کہ آپ نے توبہ کر لی۔

حماد کہتے ہیں میں نے ایک مرتبہ کہا آپ نے یہ کیوں کہا؟ کہا مجھے اپنی جان کا خوف تھا تو میں نے تقیہ کر لیا۔ حماد بن سلیمان نے ابو حنیفہ سے کہا میں آپ کے قول سے بری الذمہ ہوں ہاں اگر آپ توبہ کر لیں تو اور بات ہے۔ ان کے پاس ابن عیینہ بھی تھے وہ کہتے ہیں کہ میرے پڑوسی نے مجھے خبر دی کہ ابوحنیفہ نے توبہ کرنے کے بعد بھی خلق قرآن کی طرف مجھے بلایا۔

امام صاحب فرماتے ہیں میں ایک چوپائے کے ساتھ بھی جو سلوک جائز نہیں جانتا وہ سلوک میرے ساتھ ابن ابی لیلیٰ جائز جانتے ہیں۔

ابن ابی لیلیٰ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے

إلى شنان المرجئين ورأ يهم عمربن ذروا بن قيس الماصر
وعتيبة الدباب لايرضى به وأبا حنيفة شيخ سوء كافر

میں مرجیہ گروہ کو اور ان کے مذہب کو برا جانتا ہوں جیسے عمر بن ذر اور ابن قیس ماہر اور عتیبہ دباب سے بھی میں خوش نہیں ہوں اور ابو حنیفہ بھی برے اور ..... تھے۔

حماد بن ابو سلیمان نے سفیان ثوری سے کہا ابو حنیفہ .... سے کہہ دو کہ میں اس سے بیزار ہوں جب تک کہ وہ قرآن کو مخلوق کہنے سے رجوع نہ

کرے۔ یہی روایت دوسرے طریق سے بھی مروی ہے۔

حماد بن ابو سلیمان کے پاس امام صاحب آتے ہیں انہیں دیکھتے ہی حضرت حماد کہتے ہیں نہ انہیں مرحبا کہا جائے نہ اھلاً کہا جائے، اگر وہ سلام کریں تو ان کے سلام کا جواب نہ دیا جائے ان کے لئے مجلس میں جگہ نہ دی جائے جب آپ آئے اور بیٹھے اور حماد نے کچھ بیان کیا تو امام صاحب نے اس کی تردید کی حضرت حماد نے ان پر کنکریاں پھینکیں۔ حضرت شریک سے کہا گیا کہ کیا ابو حنیفہ سے توبہ کرائی گئی؟ کہا واہ یہ واقعہ تو پردہ نشین عورتیں بھی جانتی ہیں۔ جب خالد قسری امام صاحب سے توبہ کراتے ہیں تو امام صاحب اسے میٹنے کے لیے رائے قیاس میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اور یہ بھی مروی ہے کہ یوسف بن عمر نے ان سے توبہ کرائی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ توبہ کرنے کے بعد پھر وہ لوٹ گئے اور خلق قرآن کے قول کو ظاہر کیا پھر دوبارہ توبہ کرائے گئے ان دونوں واقعات میں یہ تطبیق ہو سکتی ہے کہ ممکن ہے ایک مرتبہ یوسف نے توبہ کرائی ہو اور دوبارہ خالد نے کرائی ہو واللہ اعلم۔

قیس بن ربیع کہتے ہیں امیر کوفہ یوسف بن عمر نے امام صاحب کو مصطبہ پر کھڑا کر کے کفر کے عقیدے سے توبہ کرائی۔ یہ روایت دوسری سند سے بھی روایت کی گئی ہے۔

شریک سے پوچھا جاتا ہے امام صاحب سے کس چیز کی توبہ کرائی گئی کہا کفر سے، سفیان ثوری بھی فرماتے ہیں ابو حنیفہ سے دو مرتبہ کفر سے توبہ کرائی گئی ۔ اس روایت کی اور سند بھی ہے۔ یعقوب کہتے ہیں کئی مرتبہ توبہ ہوئی، مومل بھی کہتے ہیں دو مرتبہ ان سے توبہ کرائی گئی، سفیان سے بھی امام صاحب کا بے دینی سے دو مرتبہ توبہ کرنا مروی ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ ان سے ان کے ساتھیوں نے کئی مرتبہ کفر سے توبہ کرائی۔ سفیان بن عیینہ کہتے ہیں تین مرتبہ ان سے توبہ کرائی گئی۔ سعید بن عبدالعزیز کہتے ہیں دو دفعہ امام صاحب سے توبہ کرنے کو کہا گیا۔ یزید بن زریع بھی یہی کہتے ہیں۔ عبداللہ بن ادریس بھی یہی

کہتے ہیں۔ انہی کا قول ہے کہ جو ایمان کو کم زیادہ ہونے والا نہ مانے وہ کذاب ہے ۔اسد بن موسیٰ کہتے ہیں امام صاحب سے دو دفعہ توبہ کرائی گئی۔ حضرت عبداللہ، امام احمد ابن حنبل سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا امام ابو حنیفہ سے توبہ کرائی گئی فرمایا ہاں۔ابو بکر بن ابوداؤد سجستانی ایک دن اپنے ساتھیوں سے فرمانے لگے تم اس مسئلہ میں کیا کہتے ہو؟ جس پر امام مالک اور ان کے اصحاب، امام شافعی اور ان کے اصحاب، امام اوزاعی اور ان کے اصحاب، امام حسن بن صالح اور ان کے اصحاب ،امام سفیان ثوری اور ان کے اصحاب ،امام احمد بن حنبل اور ان کے اصحاب کا اجماع ہو گیا ہو۔ سب نے کہا اس سے زیادہ صحیح مسئلہ اور کیا ہو سکتا ہے؟ کہنے لگے یہ سب کے سب امام ابو حنیفہ کے گمراہ ہونے پر متفق ہیں۔

امام صاحب سلطان اسلام پر چڑھائی کرنا جائز جانتے تھے

اوزاعی فرماتے ہیں میرے پاس شعیب بن اسحاق، ابن ابی مالک، ابن علاق، ابن ناصح آئے اور کہنے لگے ہم نے امام ابو حنیفہ سے روایتیں کی ہیں آپ ان پر ایک نظر ڈال جایئے اب میں اور وہ لگے رہے یہاں تک کہ میں نے انہیں دکھادیا کہ ان کی روایتوں میں ایک روایت سلطان پر چڑھائی کرنے کے جائز ہونے کی بھی ہے۔ ابن المبارک کہتے ہیں کہ میں نے ایک دن اوزاعی کے پاس امام صاحب کا ذکر کیا تو مجھ سے انہوں نے منہ پھیر لیا۔ میں دوسری جانب سے ان کے سامنے آیا تو فرمانے لگے تو ایسے شخص کے پاس جاتا ہے جو امت محمد میں تلوار چلانی جائز جانتا ہے اور پھر ہمارے پاس آکر اس کا ذکر کرتا ہے۔

ابو وزیر کہتے ہیں کہ وہ حضرت عبداللہ بن مبارک کے پاس موجود تھے ۔انہوں نے ایک حدیث رسول اللہ ﷺ سے روایت کی تو ایک شخص کہنے لگا کہ ابو حنیفہ اس مسئلہ میں کیا کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں تیرے سامنے اللہ کے پیغمبر

کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تو میرے سامنے ایک ایسے شخص کا نام لیتا ہے جو رسول اللہ ﷺ کی امت میں تلوار چلانی جائز جانتا تھا۔

عبداللہ بن مبارک نے ایک مرتبہ اوزاعی کے سامنے امام صاحب کا ذکر کیا رخصت کے وقت کہنے لگے مجھے کچھ وصیت کیجئے اوزاعی نے کہا میرا تو خود ارادہ تھا تم نہ کہتے جب بھی میں تمہیں سناتا۔ تو ایسے شخص کی تعریفیں کرتا ہے جو امت محمد میں تلوار چلانی جائز جانتا تھا میں نے کہا پھر آپ نے مجھے خبر کیوں نہ دی؟

ابو اسحاق فزاری کہتے ہیں کہ میرے پاس عراق سے میرے بھائی کی موت کی خبر آئی میں ابراہیم بن عبداللہ طالبی کے ساتھ کوفہ پہنچا مجھے معلوم ہوا کہ وہ قتل کیا گیا ہے اور اس نے سفیان ثوری اور ابو حنیفہ سے مشورہ لیا تھا میں حضرت سفیان کے پاس آیا اور اپنے بھائی کی موت کی مصیبت کی خبر پہنچائی اور کہا اس نے آپ سے بھی کچھ پوچھا تھا کہا ہاں میرے پاس وہ آیا مجھ سے دریافت کیا میں نے اسے کہا نہ میں تمہیں سلطان پر چڑھائی کرنے کا حکم دیتا ہوں نہ منع کرتا ہوں پھر میں حضرت ابو حنیفہ سے جا کر پوچھا کہ میرے بھائی کو آپ نے کیا کہا تھا، کہا میں نے اسے فتوی دیا تھا کہ ضرور چڑھائی کرو، میں نے کہا اللہ تعالیٰ تمہیں نیک بدلہ نہ دے کہنے لگے میری رائے تھی میں نے اس رائے کے خلاف انہیں ایک حدیث رسول اللہ ﷺ کی سنائی تو جواب دیا کہ یہ خرافات ہے یعنی حدیث رسول اللہ ﷺ کو خرافات کہا۔

ابراہیم بن محمد فزاری کہتے ہیں کہ میرے بھائی ابراہیم فاطمی کے ہمراہ بصرہ میں قتل کیے گئے، میں ان کے ترکہ کو لینے کی غرض سے چلا امام صاحب سے ملاقات کی تو کہنے لگے کہ کہاں سے آ رہے ہو اور کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے ان سے واقعہ بیان کیا کہ میں مصیصہ سے آ رہا ہوں اور اپنے بھائی کی موت کی خبر سن کر آیا ہوں جو ابراہیم کے ساتھ قتل کیے گئے ہیں کہنے لگے کیا اچھا ہوتا کہ تو بھی اس کے ساتھ قتل کیا جاتا تیرے لیے بھی وہی بہتر تھا اس مکان سے جس سے تو آ رہا ہے، میں نے کہا حضرت پھر آپ کو کس چیز نے روکا ہے کہ خود اس پر عامل

نہیں ہوتے، کہنے لگے اگر میرے پاس لوگوں کی امانتیں نہ ہوتیں تو مجھے اس میں کوئی تامل نہ تھا۔

ابو عوانہ کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ مرجیہ تھے اور امت میں مسلمانوں پر تلوار چلانی جائز جانتے تھے۔ کسی نے کہا پھر حماد بن سلیمان کا کیا خیال تھا؟ جواب دیا کہ اس مسئلہ میں وہ ان کے بھی استاد تھے۔

ابو اسحاق فزاری کہتے ہیں سفیان اور اوزاعی نے کہا اسلام میں کوئی شخص ابو حنیفہ سے بڑھکر بدشگون پیدا نہیں ہوا وہ مرجیہ تھے اور مسلمانوں پر تلوار چلانی جائز جانتے تھے۔ ایک مرتبہ مجھ سے کہنے لگے ابو اسحاق تم کہاں رہتے ہو؟ میں نے کہا مصیصہ میں کہا اگر تم بھی وہیں جاتے جہاں تمھارے بھائی گئے تو بہتر ہوتا، ابو اسحاق کے بھائی نے بغاوت کی تھی اور اس پر مارے گئے تھے۔ قاضی القضاۃ ابو یوسف سے سوال ہوتا ہے کہ آپ نے سنا ہوگا؟ اہل خراسان ابو حنیفہ کو جہمی اور مرجی کہتے ہیں کہا ہاں وہ سچے ہیں اور ابو حنیفہ سلطان اسلام کی بغاوت کو بھی جائز کہتے تھے ان سے کہا گیا آخر آپ بھی تو ان کے شاگرد ہیں آپ کا کیا خیال ہے کہنے لگے ہم ان سے صرف فقہ سیکھتے تھے نہ کہ دین کے کاموں میں انکی تقلید کرتے تھے۔

امام صاحب کے بدترین الفاظ اور اقوال کا بیان

ابو مطیع کہتے ہیں امام صاحب نے فرمایا اگر جنت ودوزخ مخلوق ہیں تو وہ فنا بھی ضرور ہوں گی۔ یہی روایت دوسری سند سے بھی مروی ہے ابو مطیع نے کہا خدا کی قسم یہ جھوٹ ہے نجاد کہتے ہیں خدا کی قسم یہ جھوٹ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اکلھا دائم" اس کی نعمتیں دوامی ہیں ابن الفضل کہتے ہیں خدا کی قسم یہ جھوٹ ہے میں کہتا ہوں ابو مطیع کا یہ مذہب ہے نہ کہ ابو حنیفہ کا اور ہر وہ شخص جو اس قول کا قائل ہو جھوٹا ہے۔

یوسف بن اسباط کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ کہا کرتے تھے کہ اگر مجھے رسول اللہ ﷺ پالیتے اور میں آپ کے زمانے میں ہوتا تو خود حضور ﷺ بھی میری بہت سی باتیں لیتے۔ اسحاق یہ بھی کہتے تھے کہ ابو حنیفہ کے پاس حدیث پہنچتی تھی اور باوجود اس کے بھی وہ اس کے خلاف کرنے سے چوکتے نہ تھے۔

ابو اسحاق فزاری کہتے ہیں میں ابو حنیفہ کے پاس آتا تھا ان سے مسائل پوچھتا تھا ایک مرتبہ ایک مسئلہ پوچھا انہوں نے فتوی دیا میں نے کہا اس مسئلہ میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں یوں یوں آیا ہے تو کہنے لگے دعنا من ھذا ہمیں اس سے چھوڑ، اسے ہٹا۔ ایک مرتبہ اور ایک مسئلہ پوچھا انھوں نے جواب دیا، میں نے اس جواب کے خلاف ایک حدیث رسول اللہ ﷺ کی بیان کی تو کہا اسے سور کی دم سے کھرچ دو۔ فرماتے ہیں ایک دن میں نے مسلمان بادشاہ اور مسلمانوں پر ہتھیار اٹھانے کے خلاف ابو حنیفہ سے ایک حدیث رسول اللہ ﷺ کی بیان کی تو کہنے لگے یہ واہیات ہے خرافات ہے۔ علی بن عاصم کہتے ہیں ہم نے ابو حنیفہ کو اللہ کے رسول ﷺ کی ایک حدیث سنائی کہنے لگے میں اسے نہیں مانتا میں نے کہا اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے پھر بھی کہا میں نہیں مانتا۔

بشر بن مفضل کہتے ہیں میں نے ابو حنیفہ کے سامنے یہ حدیث بیان کی کہ نافع حضرت ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خرید وفروخت کرنے والے کو اختیار ہے جب تک کہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں یہ سن کر کہنے لگے یہ پلیدی ہے۔ میں نے ایک اور حدیث بیان کی کہ قتادہ حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس یہودی نے ایک لونڈی کا سر دو پتھروں کے درمیان کچل دیا ہے اس کا سر بھی ایک پتھر پر رکھ کر دوسرے پتھر سے کچل دیا جائے تو کہنے لگے یہ بکواس اور ہذیان ہے۔

ابو حنیفہ کے پاس ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث بیان کی گئی کہ پچھنے لگانے والے اور جس نے پچھنے لگوائے دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے کہا یہ پرندے کی بولی ہے۔

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ کا ایک فیصلہ اور ان کا ایک قول ابو حنیفہ کے سامنے ولاء کے بارے میں پیش کیا گیا تو کہنے لگے یہ شیطان کا قول ہے، عبدالوارث کہتے ہیں میں مکہ شریف میں تھا وہاں ابو حنیفہ بھی آئے میں ان کے پاس آیا اور چند اور آدمی بھی ان کے پاس تھے ایک شخص نے ان سے ایک مسئلہ پوچھا انہوں نے جواب دیا اس نے کہا اس کے خلاف حضرت عمرؓ کا فتویٰ ہے کہا وہ شیطان کا قول ہے میرے منہ سے بے ساختہ بڑے تعجب سے سبحان اللہ نکل گیا تو ایک اور شخص نے کہا تعجب نہ کیجئے ابھی ابھی ایک اور شخص آیا تھا اس نے ایک مسئلہ پوچھا تھا انہوں نے جواب دیا اس نے کہا اس کے خلاف رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے کہ پچھنے لگانے والے اور لگوانے والے کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے تو کہنے لگے یہ پرندے کی بولی ہے، اب تو میں نے کہا توبہ توبہ آئندہ کبھی اس مجلس میں نہ آؤں گا۔

یحییٰ بن آدم کہتے ہیں ابو حنیفہ کے سامنے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث بیان ہوتی ہے کہ وضو آدھا ایمان ہے تو کہنے لگے پھر تو دو دفعہ وضو کر لو پورے ایماندار بن گئے۔ یحییٰ بن آدم کہتے ہیں وضو کا نصف ایمان ہونا یہ ہے کہ وہ نصف نماز ہے اور نماز کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کہا ہے قرآن پاک میں ہے "ما کان اللہ لیضیع ایمانکم "اللہ تعالیٰ تمھارے ایمان کو ضائع نہیں کرے گا یعنی تمھاری نماز کو۔ اور حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں نماز بغیر وضو کے قبول نہیں ہوتی تو وضو کا آدھا ایمان ہونا ثابت ہو گیا کیونکہ نماز ایمان اور نماز بے وضو کے پوری نہیں ہوتی۔

ایک مرتبہ ابو حنیفہ سے یہ قول بیان کیا جاتا ہے کہ "لا ادری "میں نہیں جانتا کہنا آدھا علم ہے تو کہا پھر دو مرتبہ لا ادری کہہ دو پورے عالم ہو جاؤ گے، یحیی کہتے ہیں کہ لا ادری کو نصف علم اس لئے کہا گیا ہے کہ علم میں یا تو ادری یعنی میں جانتا ہوں ہے یا لاادری میں نہیں جانتا ہوں ہے، تو ایک ایک کلمہ آدھا آدھا علم ہو گیا۔

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں اللہ پر جرأت کرنے والا میں نے ابو حنیفہ سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا وہ تو رسول اللہ ﷺ کی حدیثوں کے سامنے مثالیں بیان کیا کرتے تھے اور بڑی بے پرواہی سے انہیں رد کر دیا کرتے تھے، ایک مرتبہ میں نے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے خرید و فروخت کرنے والے دونوں بااختیار ہیں جب تک کہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوئے، تو کہنے لگے اچھا اگر دونوں کشتی میں ہوں اگر دونوں قید خانہ میں ہوں اگر دونوں سفر میں ہوں تو کیسے جدا ہوں گے، ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانی جب دو قلّے ہو تو وہ ناپاک نہیں ہوتا اس حدیث کو رد کرنے کے لیے ابو حنیفہ کہنے لگے میرا ایک ساتھی دو دو قلے پیشاب کرتا ہے۔

ابن المبارک نے ابو حنیفہ سے رکوع سے رفع الیدین کو پوچھا تو ابو حنیفہ نے کہا کیا اڑنا چاہتا ہے؟ کہ ہاتھ اٹھاتا ہے، ابن المبارک تھے بڑے دانا آدمی جھٹ سے جواب دیا کہ تکبیر اولیٰ کے وقت رفع الیدین کر کے اگر پہلی دفعہ اڑنے کا قصد کیا ہوگا تو دوسری تکبیر پر بھی اڑنا چاہتا ہوگا، ابو حنیفہ سے کچھ جواب نہ بن پڑا اور خاموش ہو رہے۔

سفیان کہتے ہیں میں کوفے میں ام خصیب کے جنازے میں تھا وہاں ایک شخص نے حضرت ابو حنیفہ سے صرف کا ایک مسئلہ دریافت کیا انہوں نے فتویٰ دیا میں نے کہا اے ابو حنیفہ اس میں اصحاب محمد کا اختلاف ہے یہ سن کر بڑے غضبناک ہو گئے اور سائل سے کہنے لگے جا تو میرے فتوے پر عمل کر، اگر اس میں کوئی گناہ ہو تو مجھ پر ہے۔

یوسف بن اسباط کہتے ہیں ابو حنیفہ نے رسول اللہ ﷺ کی چار سو حدیثیں رد کر دی ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ، ابو صالح نے یہ سن کر کہا اے ابو محمد کیا آپ کو کچھ مسائل یاد بھی ہیں، کہا ہاں ابو صالح نے کہا مجھے بھی بتایئے کہا دیکھو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے شہ سوار مجاہد کے دو حصے ہیں (ایک حصہ مجاہد کا اور ایک حصہ گھوڑے کا) اور پیدل شخص کا ایک حصہ ہے مال غنیمت اس طرح تقسیم

ہوگا اور ابو حنیفہ کہتے ہیں میں جانور کا حصہ مومن کے حصہ سے زیادہ نہیں کروں گا، دیکھو رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے اونٹ کی کوہان پر بطور نشان زخم لگایا حضور ﷺ کے اصحاب نے بھی یہی کیا اور ابو حنیفہ کہتے ہیں یہ فعل مثلہ ہے، حرام ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ خرید و فروخت کرنے والے جب تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں با اختیار ہیں اور ابو حنیفہ کہتے ہیں جب بات چیت طے ہو گئی تو اختیار جاتا رہا۔ رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ کرتے تو قرعہ اندازی فرماتے اور جس بیوی صاحبہ کا نام نکلتا انہیں ساتھ لیجاتے اور آپ کے اصحاب نے بھی یہ کام کیا ہے۔ ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ قرعہ اندازی جوا ہے۔ اور یہاں تک ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ اگر مجھے رسول اللہ ﷺ پالیتے اور میں آپ کو پا لیتا تو خود حضور ﷺ بھی میری اکثر باتیں مان لیتے۔ دین تو نام ہی ہے سوچ سمجھ کر اچھی رائے پیدا کرنے کا۔ وکیع فرماتے ہیں ابو حنیفہ نے دو سو حدیثوں کا خلاف کیا ہے۔

حماد بن سلمہ کہتے ہیں ابو حنیفہ کے سامنے حدیثیں آتی تھیں اور وہ اپنی رائے قیاس سے انہیں رد کر دیتے تھے اور انہیں پیٹھ پیچھے ڈال دیتے تھے ان کے پاس حدیثیں اور سنتیں بیان ہوتیں اور وہ محض اپنی رائے سے اسے رد کر دیتے تھے۔

بشر بن سری کہتے ہیں میں ابو عوانہ کے پاس آیا اور کہا میں نے سنا ہے کہ آپ کے پاس ابو حنیفہ کی ایک کتاب ہے ذرا اسے نکالیے تو، فرمایا بیٹے تو نے مجھے یاد دلا دیا اب کھڑے ہو کر ایک صندوق نکالا اس میں سے ایک کتاب نکالی اور اسے پھاڑ پھوڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھینک دیا میں نے کہا حضرت آپ نے اسے کیوں پھاڑ دیا کہا سنو! ایک مرتبہ میں ابو حنیفہ کے پاس بیٹھا تھا کہ سلطان کی طرف سے ایک شخص دوڑا بھاگا گھبرایا ہوا ڈر تا کانپتا آیا اور کہنے لگا امیر صاحب پوچھتے ہیں کہ ایک شخص نے کھجور کا گابھا چرایا ہے اسکی شرعی سزا کیا ہے آپ نے بلا غور فی الفور جواب دیا کہ اگر وہ دس درہم کی قیمت کا ہو تو اس چور کا ہاتھ کاٹ دو، یہ سن کر وہ چلتا بنا میں نے کہا ابو حنیفہ آپ اللہ سے نہیں ڈرتے، مجھ سے یحییٰ بن

سعید نے کہا ان سے محمد بن یحییٰ بن حبان نے حدیث بیان کی ان سے رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھل اور کھجور کے گابھے کے چور کے اوپر ہاتھ کٹنے کی حد نہیں اور تم نے اس حدیث کے خلاف اسے فتویٰ دیا ہے جاؤ تدارک کرو دیکھو کہیں اس کے ہاتھ نہ کٹ جائیں تو جھٹ سے کہنے لگے کہ میں حکم دے چکا اور اسے جاری کر دیا وہ پہنچ چکا چنانچہ بالآخر اس کا ہاتھ کٹ گیا، اب بتاؤ میں ایسے شخص کی کتاب رکھ کر کیا کروں گا ؟ اور ایک روایت میں ہے کہ حدیث سن کر فرمانے لگے تو کیا کہہ رہا ہے میں نے کہا میں ٹھیک کہتا ہوں کہنے لگے مجھے یہ نہیں پہنچی میں نے کہا (اچھا اب تو پہنچ گئی) اب جسے فتویٰ دیا ہے اسے واپس بلاؤ اور یہ مسئلہ بتادو، کہا اسے تو سفید خچر لے گئے۔ ابو عاصم کہتے ہیں مجھے تو خوف ہے کہ وہ ان کا گوشت اور خون لے گئے۔

حماد کہتے ہیں میں ابو حنیفہ کے پاس تھا ان سے مسئلہ پوچھا گیا کہ حالت احرام میں اگر تہبند کسی کو نہ ملے اور وہ پاجامہ پہنے تو اس کا کیا حکم ہے کہا اس پر فدیہ ہے، میں نے کہا سبحان اللہ ! ایک دن مسجد حرام میں بھی انہوں نے یہ فتویٰ دیا کہ حالت احرام میں اگر کوئی جوتی نہ پائے اور جراب پہنے تو اس پر قربانی واجب ہے میں نے کہا سبحان اللہ ! ہم سے ایوب نے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محرم کے بارے میں فرمایا ہے کہ جب وہ جوتی نہ پائے تو جراب پہنے اور ٹخنوں سے نیچے تک انہیں رکھے باقی کاٹ دے۔

حماد بن زید کہتے ہیں میں ابو حنیفہ کے پاس مکہ میں تھا ایک شخص نے آکر ان سے کہا کہ میں نے احرام کی حالت میں پاجامہ پہن لیا یا یوں کہا کہ احرام کی حالت میں جرابیں پہن لیں امام ابو حنیفہ نے کہا تجھے قربانی دینی پڑے گی، حماد کہتے ہیں میں نے سائل سے کہا تمھارے پاس تہ بند یا جوتی تھی اس نے کہا نہیں، میں نے کہا امام صاحب سنئے وہ کہہ رہا ہے کہ بحالت مجبوری میں نے ایسا کیا، کہنے لگے پائے جب بھی، نہ پائے تب بھی قربانی دینی پڑے گی میں نے کہا میں نے عمر بن

دینار سے بہ روایت جابر بن زید انہوں نے بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو تہ بند نہ پائے وہ پاجامہ پہن لے اور جو نعلین نہ پائے وہ جرابیں پہن لے تو امام صاحب نے ہاتھ کے اشارے سے فرمایا کہ یہ کچھ نہیں، میں نے کہا اگر یہ حدیث دلیل نہیں تو آخر دلیل کیا ہے؟ کہا حماد ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ اس پر قربانی ہے پائے نہ پائے، میں ناراض ہو کر ان کے پاس سے چلا آیا حجاج بن ارطاۃ سے ملاقات ہوئی وہ مسجد میں تھے میں نے ان سے کہا ابو ارطاۃ! آپ کا اس بارے میں کیا فتویٰ ہے جو تہ بند نہ پائے اور پاجامہ پہنے اور نعلین نہ پائے اور جرابیں پہنے، کہا ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا اور ان سے جابر بن زید نے ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پاجامہ ہے اس کے لئے جو تہ بند نہ پائے اور جرابیں ہیں اس کے لئے جو نعلین نہ پائے، میں نے کہا ابو ارطاۃ کیا آپ کو یاد ہے کہ حضرت عبداللہؓ نے کہا ہو میں نے سنا، کہا نہیں اور مجھ سے نافع نے کہا انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو تہ بند نہ پائے وہ پاجامہ پہنے اور جو جوتی نہ پائے وہ جرابیں پہنے، میں نے کہا پھر یہ تمھارے صاحب یعنی ابو حنیفہ کیوں اس کے خلاف فتویٰ دیتے ہیں کہا وہ کون ہے؟ اور کس کا صاحب ہے؟ اللہ تعالیٰ اسے غارت کرے۔

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں میں کوفے میں آیا کوفہ والوں سے میں نے حضرت ابن عباسؓ کی حدیث بیان کی اور اس کی سند اس طرح بیان کی کہ عمرو بن دینار جابر بن زید سے روایت کرتے ہیں تو کوفہ والوں نے مجھ سے کہا کہ ابو حنیفہ تو جابر بن زید کے بدلے جابر بن عبداللہ کہتے ہیں میں نے کہا غلط ہے صحیح جابر بن زید ہے لوگوں نے جا کر ابو حنیفہ سے یہ ذکر کیا تو آپ نے کہا کیا پرواہ ہے اگر چاہو جابر بن عبداللہ کہو اگر چاہو جابر بن زید کہو۔ احمد بن معدل کے اشعار ہیں

إن كنت كاذبة الذي حدثني فعليك إثم أبي حنيفة وزفر المائلين إلى القياس تعمدا والراغبين عن التمسك بالخبر
کہ جو تو مجھ سے جو حدیث بیان کرتا ہے اگر تو اس میں جھوٹا ہو تو تجھ پر ابو حنیفہ اور زفر کے گناہ پڑیں جو کہ جان بوجھ کر حدیث اور اثر کو چھوڑ کر قیاس کی طرف جھکتے ہیں۔

ابو عوانہ کہتے ہیں ابو حنیفہ سے ایک مرتبہ پینے کی چیزوں کے بارے میں سوال ہوتا ہے اور وہ ہر سوال کے جواب میں حلال ہے کہتے جاتے ہیں یہاں تک کہ نشہ والی شراب کے بارے میں سوال ہوتا ہے تو کہتے ہیں وہ بھی حلال ہے ابو عوانہ کہتے ہیں میں نے یہ سن کر کہا لوگو! یہ ان کی لغزش ہے تم اسے ہرگز قبول نہ کرنا، ابو جعفر کو اس روایت کے الفاظ سکر اور شکر میں شک ہے۔ آپ کا ایک فتویٰ یہ بھی ہے کہ اگر کوئی شخص مر جائے اور اسے دفن کیا جائے پھر کسی کو کفن کی ضرورت ہو تو وہ اس کی قبر کھود کر کفن نکال کر بیچ سکتا ہے

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں میں نے کسی شخص کو ابو حنیفہ سے بڑھ کر خدا کے اوپر جرأت کرنے والا نہیں پایا ایک خراسانی شخص نے کہا مجھے ایک لاکھ مسائل آپ سے پوچھنے ہیں تو کہنے لگے شروع کرو پوچھتے جاؤ میں جواب دیتا جاؤں گا اب تم ہی بتلاؤ کہ اس سے بڑھ کر دلیر تم نے کسی کو سنا بھی ہے؟۔ ابن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں میں نے ایک سو بیس انصاریوں کو پایا جو رسول خدا ﷺ کی پاک صحبت سے فیض یاب ہوئے تھے میں نے دیکھا کہ جب ان میں سے کسی سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو یہ کہتا اس سے پوچھو اور وہ کہتا اس سے پوچھو یہاں تک کہ سائل پھر پہلے شخص کے پاس آجاتا میں نے دیکھا کہ فتویٰ دیتے وقت وہ کانپنے لگتے تھے یہ حال تو تھا ان کا اور اب اس شخص کو دیکھو کہ کہہ رہا ہے لاؤ ایک لاکھ مسائل مجھ سے پوچھو میں جواب دوں گا بتاؤ اس سے زیادہ جرأت والا کسی کو تم نے سنا ہے؟

رائے کی مذمت اور اس کی برائی میں علماء کے اقوال اور ضمناً امام صاحب پر جرح

حضرت ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل کا کام ٹھیک ٹھاک رہا یہاں تک کہ ان میں لونڈی بچے پیدا ہوئے اور انہوں نے رائے قیاس شروع کیا تو خود بھی ہلاک ہوئے اور لوگوں کو بھی ہلاک کیا۔ یہ روایت اور سند سے بھی مروی ہے اس میں یہ لفظ ہیں کہ خود گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کر دیا۔

سفیان فرماتے ہیں لوگوں کا کام درست رہا یہاں تک کہ ابو حنیفہ نے کوفے میں عثمان البتی نے بصرے میں اور ربیعہ بن ابو عبد الرحمٰن نے مدینہ میں اس کو بدل ڈالا، ہم نے جب غور کیا تو ان سب کو بھی قیدی لوگوں کی اولاد پایا۔ ایک روایت میں اس کے بعد یہ بھی مروی ہے کہ پھر سفیان مجھے (حمیدی) کو دیکھ کر کہنے لگے تمھارے شہر کے لوگ تو عطاء کے اقوال پر تھے ہم نے جو غور کیا تو ہشام بن عروہ کے باپ کی روایت کہ بنی اسرائیل کا کام استقامت و اعتدال پر رہا یہاں تک کہ ان میں لونڈی بچے ظاہر ہوئے اور انہوں نے رائے قیاس شروع کر دیا جس سے خود گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا بالکل درست پایا۔

سفیان کہتے ہیں ہم نے دیکھا تو ربیعہ کو بھی قیدی کا لڑکا پایا اور بتی اور ابو حنیفہ کو بھی تو ہم نے سمجھ لیا کہ یہ اور وہ برابر ہیں۔ سفیان بن عیینہ کہتے ہیں ہم نے دیکھا تو سب سے پہلے اس کام کو بدلنے والا ابو حنیفہ کو کوفے میں پایا اور بتی کو بصرے میں اور ربیعہ کو مدینہ میں جب ہم نے غور سے دیکھا تو ان سب کو ہم نے قیدی لوگوں کی اولاد پایا۔ سفیان بن عیینہ کہتے ہیں ہم نے قید شدہ لوگوں کی اولاد پر اس روایت کو مد نظر رکھ کر جب نظر ڈالی تو کوفے میں ابو حنیفہ کو، بصرے میں عثمان بتی کو، مدینہ میں ربیعہ رائی کو اسی طرح پایا۔ حمدویہ کہتے ہیں میں نے محمد بن

مسلمہ سے پوچھا کیا بات ہے کہ نعمان کی رائے تمام شہروں میں پہونچ گئی لیکن مدینہ میں نہیں پہنچی، کہا رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ مدینہ میں دجال اور طاعون داخل نہ ہو سکے گا اور یہ بھی دجالوں میں سے ایک دجال ہے۔ ایک مرتبہ اسی سوال کے جواب میں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ مدینہ شریف کے تمام راستوں پر خدا کی طرف سے ایک فرشتہ مقرر ہے جو دجال کو وہاں داخل ہونے نہیں دیتا اور یہ کلام بھی دجالی کلام ہے اور اسی وجہ سے وہ مدینہ شریف میں داخل نہیں ہو سکا۔ واللہ اعلم۔

امام مالک فرماتے ہیں اسلام میں کوئی بچہ اہل اسلام کو ابو حنیفہؒ سے زیادہ نقصان پہنچانے والا پیدا نہیں ہوا امام مالک رائے قیاس کی مذمت کرتے تھے اور فرماتے تھے رسول اللہ ﷺ قبض کئے گئے اور امر دین کامل ہو چکا اور پورا ہو گیا ہمیں صرف احادیث رسول پر اور اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم پر عمل کرنا چاہئے، اگر رائے کی تابعداری کی گئی تو آج ایک شخص آیا ہم نے اس کی مانی کل دوسرا اس سے بھی زیادہ سمجھ بوجھ والا آیا اس کی ماننے لگیں گے تو پھر فرمایئے کہ یہ امر دین کب تمام ہوگا (یعنی یہ دین مکمل نہیں ہوگا)

حضرت امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دو باتوں میں ابو حنیفہ کا فتنہ ابلیس کے فتنہ سے بھی زیادہ ضرر والا ہوا ایک تو مرجیہ پن میں دوسرے سنت واحادیث کی وقعت گھٹانے میں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن مہدی فرماتے ہیں میرے علم میں دجال کے فتنہ کے بعد کوئی فتنہ ابو حنیفہ کی رائے قیاس کے فتنہ سے بڑھ کر نہیں، حضرت سفیان فرماتے ہیں کسی شخص نے اسلام میں وہ برائی نہیں پیدا کی جو ابو حنیفہ نے پیدا کی ہے مگر فلاں شخص نے جسے سولی پر چڑھا دیا گیا۔

شریک کا قول ہے کہ اگر ہر ہر قبیلے میں ایک ایک شرابی ہو یہ اس سے بہتر ہے کہ ان میں ابو حنیفہ کے خیال کا کوئی آدمی ہو۔

شریک بن عبداللہ کہتے ہیں کہ کوفے کی ہر ہر حویلی میں اگر ایک پیچھے

والا ہو جو شراب بیچتا ہو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہاں ابو حنیفہ کے خیال کا کوئی آدمی ہو، ایوب نے ایک مرتبہ ابو حنیفہ کا ذکر کیا تو کہا ان کا ارادہ ہے کہ اپنے منھ کی پھونک سے خدا کے نور کو بجھا دیں اور اللہ تعالیٰ نہیں مانے گا جب تک کہ اپنا نور پورا نہ کر لے۔

ایک مرتبہ ایوب مسجد حرام میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ابو حنیفہ ان کی طرف آنے لگے انھوں نے کہا اٹھو کہیں اس کا وبال ہم پر نہ پڑے، چنانچہ لوگ اٹھ کر چل دیئے، شریک کہتے ہیں ابو حنیفہ میں سوائے خواہ مخواہ کی جرأت کے اور کیا تھا؟

امام اوزاعی اکثر و بیشتر فرمایا کرتے تھے، ابو حنیفہ نے اسلام کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ ابو حنیفہ کی موت کی خبر جب انہیں پہنچی تو کہا اللہ کا شکر ہے آج وہ مر گیا جو اسلام کے شیرازے کو بکھیر رہا تھا، سفیان کے پاس جب ان کے انتقال کی خبر پہنچی تو کہا کہ تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے مسلمانوں کو اس سے راحت پہنچائی جو اسلام کے ٹکڑے کر رہا تھا، مسلمانوں میں کوئی شخص اس سے زیادہ اسلام کے لئے بد شگون پیدا نہیں ہوا، اوزاعی کا قول ہے کہ مسلمانوں میں سے کسی نے اسلام کو ابو حنیفہ سے زیادہ نقصان نہیں پہنچایا، اوزاعی اور سفیان کہتے ہیں مسلمانوں پر ابو حنیفہ سے زیادہ کوئی بد شگون پیدا نہیں ہوا، امام شافعی فرماتے ہیں مسلمانوں پر کوئی شخص برائی لانے میں ابو حنیفہ سے بڑھ کر نہیں ہوا، حماد کہتے ہیں اسلام کو ابو حنیفہ سے زیادہ کسی مسلمان آدمی سے نقصان نہیں پہونچا ہے، سفیان کا قول ہے کہ اسلام کو ابو حنیفہ کے ہاتھوں جو ضرر پہنچا ہے اس سے زیادہ کسی مسلمان بچے کے ہاتھوں نہیں پہنچا۔ ابن عون کہتے ہیں اسلام میں ابو حنیفہ سے بڑھ کر کوئی برا آدمی پیدا نہیں ہوا اس نے اسلام کا شیرازہ بالکل بکھیر دیا ابن عون یہ بھی کہا کرتے تھے کہ اسلام میں کوئی بچہ ابو حنیفہ سے بڑھ کر بد شگون پیدا نہیں ہوا، ابن عون نے ایک مرتبہ حماد بن زید سے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے تم میں کچھ لوگ خدا کی راہ سے لوگوں کو روکنے والے ہیں۔ سلیمان بن حرب نے کہا۔

یہ ابو حنیفہ اور ان کے ہم خیال لوگ ہیں جو خدا کی راہ سے لوگوں کو روکتے ہیں۔

ابو حنیفہ کا ذکر ایک مرتبہ البتی کے پاس ہوا تو کہنے لگے اس شخص نے دین کے بڑے حصہ میں خطا کی اس کا کیا حال ہوگا۔

سفیان کہتے ہیں سوار سے کہا گیا اگر آپ ابو حنیفہ اور ان کے فیصلوں کو دیکھتے تو اچھا ہوتا کہا میں اس شخص کی باتوں کو دیکھ کر کیا کروں؟ جسے نرمی اور ملائمیت سے محروم رکھا گیا تھا۔

حضرت امام مالک سے سوال ہوتا ہے کہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے اس قول کے کیا معنی ہیں؟ جو وہ فرماتے ہیں کہ "**فی العراق بہا الداء العضال**" کہا اس کا مطلب یہ ہے کہا وہاں عراق میں دین میں ہلاکت والی بیماری ہے اور ابو حنیفہ بھی وہی ہلاکت والی بیماری ہے۔

امام مالک نے ایک مرتبہ ولید بن مسلم سے پوچھا کہ کیا تمھاری طرف بھی ابو حنیفہ کی رائے کہی سنی جاتی ہے؟ میں نے کہا ہاں، فرمایا تمھارے شہر رہنے کے قابل نہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ امام مالک نے پوچھا کہ کیا ابو حنیفہ کا چرچا تمھاری طرف بھی ہے اور میرے ہاں کہنے پر فرمایا پھر تمھارے شہروں میں نہیں رہنا چاہئے۔

امام شافعی کا بیان ہے کہ حضرت امام مالک بن انس سے سوال ہوا کہ کیا آپ ابو حنیفہ کو پہچانتے ہیں کہا ہاں کہا تم اس شخص کو کیا جانتے ہو؟ جو کسی لکڑی یا پتھر کے ستون کو سونے کا کہہ دے تو بھی نہ کھڑا ہو جب تک اس کا سونے کا ہونا ثابت نہ کردے۔ ابو محمد کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی خطا پر بھی جم جاتا ہے اور حجت بازی کئے جاتا ہے اور باوجود حق ظاہر ہو جانے کے اپنی بات کی پچ کو نہیں چھوڑتا۔

امام مالک ابو حنیفہ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے یہ دین سے مکر اور دھوکہ کرتا ہے ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ دین سے مکر کرنے والا دین دار نہیں ہوتا۔ امام مالک فرماتے ہیں ہلاکت والی بیماری جو دین کو ہلاک کردے اس

میں ابو حنیفہ بھی ہیں امام مالک کا فرمان ہے کہ اسلام میں کوئی شخص ابو حنیفہ سے زیادہ منحوس نہیں پیدا ہوا۔ ابو یوسف کہتے ہیں کہ میں، شریک، ابراہیم بن ابو یحیٰ اور حفص بن غیاث ہارون کے پاس بیٹھے تھے کہ ہارون نے ایک مسئلہ پوچھا ابراہیم بن ابو یحیٰ نے حدثنا صالح مولی التوٴمۃ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ کہا اور شریک نے حدثنا ابو اسحاق عن عمرو بن میمون قال قال عمر بن الخطاب کہا اور حفص نے حدثنا الاعمش عن ابراہیم عن علقمۃ قال قال عبداللہ کہا۔ ہارون نے مجھ سے کہا تم کیا کہتے ہو میں نے کہا قال ابو حنیفہ ہارون نے اس کے جواب میں کہا تیرے سر پر خاک پڑے۔

ابو عوانہ کہتے ہیں میں ابو حنیفہ کے پاس آتا جاتا تھا یہاں تک کہ ان کے کلام میں ماہر ہو گیا اب میں حج کے لئے گیا واپس آکر پھر ان کی مجلس میں پہنچا تو ان کے شاگردوں وغیرہ نے مجھ سے مسائل پوچھنے شروع کئے جو مجھے اچھی طرح معلوم تھے میں نے جواب دیے لیکن انہوں نے میرے جواب میں اختلاف کیا میں نے کہا واہ میں نے یہ مسائل امام ابو حنیفہ سے ہی سنے ہیں اور وہی جواب میں نے دیئے ہیں میں نے امام صاحب کو دیکھا تو میں نے ان سے وہ مسائل پھر دریافت کئے انہوں نے پہلے جوابات کے خلاف اب کی مرتبہ جواب دیئے، میں نے کہا یہ کیا ہوا کہا میری سمجھ میں اس وقت وہ اچھے جواب تھے اب یہ ان سے اچھے جواب ہیں تو میں نے سب اگلے مسائل اور فتوؤں سے رجوع کر لیا، میں نے کہا سبحان اللہ پھر تو دین کا ہر وقت ہیر پھیر ہی ہوتا رہے گا مجھے آپ کی کوئی حاجت نہیں، چنانچہ میں کپڑے جھاڑ کر وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر کبھی وہاں نہیں گیا،

نصر بن محمد کہتے ہیں کہ ہم امام ابو حنیفہؒ کے پاس آتے جاتے تھے ہمارے ساتھ ایک شامی بھی تھا جب شامی نے اپنے وطن جانے کا ارادہ کیا تو آپ اسے رخصت کرنے آئے، اور کہنے لگے اے شامی کیا تم ان فتوؤں کو شام لے جاؤ گے اس نے کہا ہاں، کہا تم بڑی برائی اپنے ساتھ لے جاؤ گے۔

مزاحم بن زفر نے ایک مرتبہ امام ابو حنیفہ سے کہا امام صاحب یہ جو آپ

فتوے دیتے ہیں اور اپنی کتاب میں رکھتے ہیں کیا آپ کے نزدیک وہ سراسر حق ہیں، فرمایا اللہ کی قسم مجھ کو معلوم نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ سراسر باطل ہی ہوں۔

امام زفر کہتے ہیں ہم امام صاحب کے پاس آتے جاتے تھے اور ہمارے ساتھ ابویوسف اور محمد بن حسن بھی تھے ہم ان کی باتیں لکھ لیا کرتے تھے ایک روز امام صاحب نے ابویوسف سے کہا اے یعقوب تجھ پر افسوس ہے تو مجھ سے جو کچھ سن اسے لکھا نہ کر، میں تو آج کی بات کل چھوڑ دیتا ہوں اور کل کی بات پرسوں چھوڑ دیتا ہوں۔

ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ نے قاضی ابویوسف اپنے شاگرد سے فرمایا میری باتیں لوگوں کو نہ پہنچاؤ خدا کی قسم مجھے تو خود نہیں معلوم کہ میں غلط مسئلہ بیان کرتا ہوں یا صحیح۔

حفص بن غیاث کہتے ہیں میں ابوحنیفہ کے پاس آتا جاتا تھا میں سنتا تھا ایک ایک مسئلہ میں ایک ہی دن میں پانچ پانچ جداگانہ فتوی دیتے تھے آخر یہ دیکھ کر میں نے وہاں کا آنا جانا ترک کر دیا اور علم حدیث کی طرف متوجہ ہوا۔

امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عطا سے بہتر کوئی آدمی نہیں دیکھا اور میں تو جو کچھ تم سے کہتا ہوں وہ اکثر غلط ہوتا ہے، ابن مقری کہتے ہیں میں نے بھی امام صاحب کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میرے فتوے عموماً غلط ہوا کرتے ہیں، امام ابوحنیفہ کہتے ہیں میں نے عطا سے سنا ہے اگر سنا ہو تو۔

محمد بن حمادؒ کہتے ہیں میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی میں نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ مجھے یہ تو فرمائیے کہ میں ابوحنیفہ اور ان کے ساتھیوں کے کلام کو دیکھوں اور اس پر عمل کروں ؟ آپ نے فرمایا نہیں نہیں نہیں، تین مرتبہ منع فرمایا، میں نے پھر پوچھا کہ حضور آپ کی حدیثوں اور آپ کے صحابہ کی حدیثوں کو دیکھوں اور ان پر عمل کروں فرمایا ہاں ہاں ہاں، تین مرتبہ اجازت دی پھر میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ مجھے کوئی دعا سکھائیے جو میں مانگا کروں آپ نے دعا سکھائی اور تین ہی مرتبہ اسے بھی بتایا لیکن جب میں جاگا

تواس دعا کو بھول گیا۔

عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں جو ابو حنیفہ کی کتاب الحِیل کو دیکھے گا وہ یقیناً خدا کے حرام کو حلال اور حرام کو حلال کردے گا۔ نضر بن شمیل کہتے ہیں اس کتاب میں بہت سے مسائل بالکل کفریہ ہیں، حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں جس کے پاس ابو حنیفہ کی کتاب الحیل ہو یعنی جس میں حیلے سکھائے گئے ہیں اور وہ اس پر عمل کرائے یا فتوی دے تو اس کا حج باطل ہو جائے گا، اور اس کی بیوی پر طلاق پڑ جائے گی، ابن المبارک کے مولی نے کہا میں تو جانتا ہوں کہ کتاب الحیل کو کسی شیطان نے بنائی ہے، ابن المبارک کہنے لگے جس نے حیلوں کی کتاب بنائی ہے وہ شیطان سے بھی زیادہ برا ہے، ابن المبارک فرماتے ہیں جس کے گھر میں یہ حیلوں کی کتاب ہو اور وہ اس کے مطابق فتوی دیتا ہو یا عمل کرتا ہو وہ کافر ہے اس کی عورت پر طلاق پڑجاتی ہے اس کا حج باطل ہو جاتا ہے ان سے کہا گیا کہ اس کتاب میں ایک حیلہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب عورت اپنے خاوند سے خلع کرانا چاہے تو اسلام چھوڑ کر مرتد ہو جائے، مرتد ہو جانے کے بعد جب شوہر سے الگ ہو جائے پھر اسلام قبول کرلے۔ عبداللہ فرمانے لگے اس کتاب کا لکھنے والا کافر ہے اس کی بیوی اس سے الگ ہے اس کا حج باطل ہے خاقان مؤذن نے (یہ سن کر) فرمایا اسے کسی ابلیس نے لکھی ہوگی حضرت عبداللہ نے فرمایا اس کا مصنف میرے نزدیک ابلیس سے بھی خطرناک ابلیس ہے۔

حضرت حسین بن عبداللہ نیساپوری قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ مجھ سے امام عبداللہ بن مبارکؒ نے فرمایا اے حسین میں نے ابو حنیفہ سے جو کچھ روایتیں لیں تھیں ان سب کو چھوڑتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کرتا ہوں۔

ابن المبارک فرماتے ہیں اگر تم حضرت سفیان کی مجلس میں جاتے اور کتاب اللہ سننا چاہتے تو سن سکتے تھے، اگر احادیث رسول اللہ ﷺ سننا چاہتے تو سن سکتے تھے، اگر زہد و تقویٰ کی باتیں سننی چاہتے تو سن سکتے تھے لیکن ایسی مجلس

جس میں مجھے یاد نہیں کہ میں نے اس میں کبھی ﷺ کا جملہ سنا ہو وہ مجلس ابو حنیفہ کی مجلس ہے، یہی حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایسی مجلس کہ جس میں نبی ﷺ کا ذکر آئے اور حضور ﷺ پر درود نہ پڑھا جائے، میں نے کوئی نہیں دیکھی سوائے ابو حنیفہ کی مجلس کے، کہ وہاں نام نبی ﷺ پر درود نہیں بھیجا جاتا تھا، ہم کبھی کبھی حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی چوری چھپی اس مجلس میں چلے جاتے تھے۔

محمد بن عبد الوہاب قناد فرماتے ہیں میں ابو حنیفہ کی مجلس میں گیا میں نے اسے ایک لغو مجلس پائی جس میں کوئی وقار و متانت نہ تھی میں سفیان ثوری کی مجلس میں بھی گیا وہاں میں نے سکینت دلجمعی اور وقار و متانت دیکھی چنانچہ میں نے اسی مجلس میں بیٹھنا اٹھنا شروع کر دیا۔

فریابی کہتے ہیں میں نے سفیان ثوری سے سنا وہ ابو حنیفہ اور عام اہل رائے کی مجلس سے روکتے تھے اور ان میں شریک ہونے کی ممانعت فرماتے تھے، حضرت سفیان ابو حنیفہ کے رائے قیاس کے مسائل دیکھنے سے منع فرمایا کرتے تھے، محمد بن یوسف سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا سفیان ثوری نے ابو حنیفہ سے کچھ روایت کیا ہے؟ جواب دیا معاذ اللہ، حضرت سفیان فرماتے تھے کہ بسا اوقات ابو حنیفہ مجھ سے مسئلہ پوچھتے ہیں تو میں جواب دیتا ہوں لیکن ناخوش ہو کر اور میں نے تو کبھی ان سے کچھ بھی دریافت نہیں کیا۔ سفیان بن وکیع بن جراح امام صاحب کی نسبت فرماتے تھے کہ وہ علم اور حدیث کے بغیر کھینچ تان کیا کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ ان کی مجلس میں امام صاحب کا ذکر آیا ہے تو فرمانے لگے ہیں، اس نبطی کی برائی سے جب کہ وہ عرب بننے لگے اللہ کی پناہ مانگو۔ قیس بن ربیع سے امام ابو حنیفہ کی بابت سوال ہوتا ہے کہ وہ کیسے تھے؟ فرمایا کہ جو ہے اور ہوا اس سے سب سے زیادہ ناواقف اور جو نہیں ہوا اس کے بڑے جاننے والے تھے، اسی سوال کے جواب میں ایک مرتبہ فرمایا میں انہیں تمام لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں وہ جو کچھ کہ نہیں ہوا اس کے سب سے بڑے عالم اور جو ہو گیا اس سے سب سے زیادہ ناواقف۔

ابن ادریس فرماتے ہیں میں نہیں چاہتا کہ کوفہ سے ابو حنیفہ کا قول، شرابی کی شراب اور حمزہ کی قرأت باہر نکلے۔

محمد بن ولید بسری کہتے ہیں میں نے امام صاحب کے اقوال خوب حفظ کئے ایک مرتبہ ابو عاصم کی مجلس میں ان کے بہت سے مسائل سنائے، انھوں نے فرمایا کہ تیرا حافظہ بہت ہی اچھا ہے لیکن وہ باتیں کیوں یاد کرتا ہے، جن سے تجھے توبہ کرنی پڑے، ایک مرتبہ حماد نے جامع مسجد میں کہا کہ ابو حنیفہ کے علم کا کیا حال ہے ان کا علم تو میری اس داڑھی کے خضاب سے بھی نیا ہے، سفیان بن سعید شریک بن عبداللہ اور حسن بن صالح فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہ فقہ کے ماہر نہیں البتہ جھگڑے کے ماہر ہیں۔

امام شافعی فرماتے ہیں ایک مرتبہ امام ابو حنیفہ کا ایک شخص سے مناظرہ ہوا دوران مناظرہ ابو حنیفہ اونچی اونچی آواز سے بولنے لگے ایک شخص وہاں کھڑا ہوا تھا وہ کہنے لگا حضرت آپ غلطی پر ہیں۔ امام صاحب نے اس سے کہا تم مسئلہ جانتے بھی ہو؟ اس نے جواب دیا میں مسئلہ نہیں جانتا کہا پھر تم نے کیسے جان لیا کہ میں خطا پر ہوں، کہا اس لئے کہ جب آپ کے پاس دلیل ہوتی ہے تو آپ نرمی اور راستی سے گفتگو کرتے ہیں اور جب آپ دلیل سے خالی ہوتے ہیں تو آپ شور و غل اور بلند آواز سے مطلب براری کرتے ہیں۔

سلمہ بن سلیمان کہتے ہیں ایک شخص ابن المبارکؒ سے پوچھتا ہے کہ کیا ابو حنیفہ مجتہد تھے؟ کہا وہ مجتہد ہونے کے قابل نہ تھے وہ تو رائے قیاس کی ادھیڑ بن میں ظہر تک اور ظہر سے عصر تک اور عصر سے مغرب تک اور مغرب سے عشاء تک لگے رہتے تھے وہ مجتہد کب بن گئے؟ ایک آدمی نے ابن المبارک سے پوچھا کیا ابو حنیفہ عالم تھے فرمایا نہیں وہ اس کے لائق نہ تھے۔ عطا کو تو انھوں نے چھوڑ دیا اور ابو العطوف کی طرف متوجہ ہو گئے، حماد بن سلمہ ابو حنیفہ کو ابو جیفہ کہا کرتے تھے، حمیدی تو بھری مجلس میں مسجد حرام میں ابو حنیفہ کو ابو جیفہ کہا کرتے تھے،

محمد بن بشار العبدی بندار کہتے ہیں کہ عبدالرحمن بن مہدی کے پاس

جب کبھی ابو حنیفہ کا ذکر آتا تو عموماً فرمایا کرتے تھے کہ ان کے اور حق کے درمیان حجاب اور پردہ تھا، بندار اسے سوال ہوتا ہے کہ کیا عبدالرحمٰن بن مہدی کا یہ قول سنا ہے کہ ابو حنیفہ اور حق کے درمیان پردہ تھا کہا ہاں انھوں نے خود مجھ سے فرمایا ہے، ایک اور سند سے بھی عبدالرحمٰن کا یہ قول مروی ہے۔

عمر بن قیس فرمایا کرتے تھے، جو شخص حق کا ارادہ رکھتا ہو اسے چاہئے کہ وہ کوفہ آئے اور دیکھے کہ ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب نے کیا کہا ہے اور ان اقوال کی مخالفت کرے۔ حضرت عمار بن زریق ابوالجواب یا ابوالجراب سے فرماتے ہیں ابو حنیفہ کا خلاف کر تو تیری بات ٹھیک ہوگی اور بشری کا قول ہے کہ ان کا خلاف حق ہے، عمار بن زریق کہتے ہیں جب تم سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے اور تمھیں اس کا علم نہ ہو تو دیکھو ابو حنیفہ نے اس میں کیا کہا ہے اس کے خلاف تم کہو مسئلہ کا صحیح جواب ہو جائے گا، ابن عمار کہتے ہیں جب تجھے کسی مسئلہ میں شک ہو جائے اور تم ابو حنیفہ کے قول کو دیکھ کر اس کے خلاف کہو تو وہی حق ہو جائے گا یا کہا کہ برکت ان کے خلاف کہنے میں ہے،

مساور وراق نے کہا

اذا ما أ هل رأی حاور ونا بآ بد ة من الفتوی طریقه
أتیـــــنا هم بمقیاس صحیح صلیب من طراز أ بی حنیفة
اذا سمع الفقیه بها وعاها وأ ثبتهـــا بحبر فی صحیفه

جب اہل رائ اپنے فتوؤں کے طریقوں کو لے کر ہم سے جھگڑتے ہیں تو ہم ان کے پاس ابو حنیفہ کے صحیح اور مضبوط قیاس پیش کرتے ہیں، جسے فقیہ سن کر یاد کر لیتے ہیں اور لکھ لیا کرتے ہیں اس کے جواب میں کسی نے کہا

اذا ذوالرأ ی خاصم عن قیاس وجـــاء ببـد عـة هنة سخیفه
أ تینـاه بقـول الله فیها وآیـــات محبــــرة شریفـة
فکـم من فـرج محصنة عفیف أحل حرامهـــا بـــا بی حنیفة

جب اہل رائے قیاس کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں اور ردی و مردار چیز کو

پیش کرتے ہیں تو ہم ان کے پاس اللہ تعالیٰ کا فرمان پیش کرتے ہیں اور قرآن پاک کی بابرکت آیتیں پڑھتے ہیں، ابو حنیفہ کی وجہ سے تو بہت سی پاکدامن پرہیز گار حرام عورتوں کی شرم گاہیں حلال ہو گئیں،

ابو حنیفہؒ جب مساور وراق کو دیکھتے تو ان کی بڑی آؤ بھگت کرتے اور کہتے یہاں آؤ یہاں بیٹھو، شقیق بلخی ایک مرتبہ ابو حنیفہؒ کی بڑی تعریف کرتے ہیں ان سے کہا جاتا ہے مرو میں آپ یہ باتیں چھوڑ دیجئے مرو والے اس کی برداشت نہیں رکھتے تو وہ مساور وراق کے مذکورہ بالا اشعار پڑھ کر سناتے ہیں لوگ کہنے لگے کہ کیا ان اشعار کا جواب آپ نے نہیں سنا؟ جس میں ہے کہ جب اہل رائے اپنی رائے قیاس سے ہم پر حجت بازی کرنے لگے اور اس ردی اور مردار چیز کو ہمارے سامنے لائے تو ہم نے اس کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان اور رسول اللہ ﷺ کی نورانی اور شریف حدیثیں پیش کیں اور ہم نے کہا کہ ابو حنیفہ کی وجہ سے کتنی نیک پاک دامن پرہیز گار عورتوں کی شرمگاہیں جو خدا کی جانب سے حرام تھیں حلال ہو گئیں، ایک ثقہ آدمی کا بیان ہے کہ ابو بکر بن عیاش کی مجلس میں ابو حنیفہ کے پوتے اسماعیل بن حماد بن ابو حنیفہ آئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے ابو بکر نے پوچھا یہ کون ہے؟ انھوں نے کہا میں اسماعیل ہوں ابو بکر نے اسماعیل کی رانوں پر اپنے ہاتھ سے مارا اور فرمایا تیرے دادا نے بہت سی حرام شرمگاہوں کو حلال کر دیں،

حضرت اسود بن سالم کہتے ہیں حضرت ابو بکر بن عیاش دعا کیا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ابو حنیفہ کے منہ کو کالا کرے، اور کہا کرتے تھے کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ کو سزا عہدہ قضاء قبول نہ کرنے پر دے گئی یہ غلط ہے بلکہ انہیں چودھری بننے پر زد و کوب کیا گیا جیسا کہ ریشم فروشوں میں دستور تھا،

ابو عبید کہتے ہیں میں اسود بن سالم کے پاس رصافہ کی جامع مسجد میں بیٹھا ہوا تھا وہاں ایک مسئلہ کا ذکر آگیا میں نے کہا اس میں ابو حنیفہؒ کا فتویٰ یہ ہے تو (یہ سنتے ہی) اسود نے خفا ہو کر کہا تو مسجد میں ابو حنیفہ کا ذکر کرتا ہے اور ایسے بگڑے کہ مرتے دم تک پھر مجھ سے کلام نہ کیا۔ محمد بن عبدالوہاب نے ایک مرتبہ علی

بن عثام سے کہا، کیا ابو حنیفہ حجت ہیں؟ فرمایا نہیں، نہ دین کے نہ دنیا کے۔ محمد بن جعفر الاسامی کہتے ہیں ابو حنیفہ کہتے تھے کہ شیطان الطاق حضرت علی کے پھر واپس آنے کا قائل ہے اور شیطان الطاق کہتا تھا کہ ابو حنیفہ تناسخ کے قائل ہیں ایک دن بازار میں دونوں کی مڈھ بھیڑ ہو گئی وہ ایک کپڑا بیچنا چاہتا تھا ابو حنیفہ کہنے لگے ہمارے ہاتھ اسے بیچو گے حضرت علیؓ کے دوبارہ واپس آنے پر اس کی قیمت ادا کر دی جائے گی، اس نے کہا ہاں بیچتا ہوں لیکن تم اس بات کا ضامن دو کہ تم تناسخ میں بندر نہ بن جاؤ گے، اس جواب کو سن کر ابو حنیفہ لاجواب ہو کر رہ گئے، جب جعفر بن محمد تقی کا انتقال ہوا تو ابو حنیفہ کہنے لگے اب تو تمہارے امام مر گئے اس نے شیطان (الطاق) نے کہا ہاں لیکن تمہارے امام کو تو قیامت تک کی ڈھیل دی گئی ہے، سفیان ثوریؒ کہا کرتے تھے ابو حنیفہ خود بھی گمراہ ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والے ہیں، عبداللہ بن ادریس فرماتے ہیں ابو حنیفہ گمراہ اور گمراہ کرنے والے ہیں اور ابو سفیان فاسق ہے (بعض نسخوں میں ابو سفیان کے بجائے ابو یوسف ہے،) یزید بن ہارون کہتے ہیں میں نے ابو حنیفہ کے ماننے والوں سے زیادہ کسی کو نصرانیوں سے مشابہ نہیں پایا، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے ابو حنیفہ کے شاگردوں کی کتابیں دیکھی ہیں جن کے ایک سو تیس ورق تھے جب میں شمار کیا تو اس کے اسی اوراق سنت یعنی قرآن وحدیث کے خلاف تھے، ابو محمد کہتے ہیں یہ اس لئے کہ اصل ہی غلط تھے تو فروع کا غلط ہونا لازمی ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بھی فرمان ہے کہ ابو حنیفہ ایک غلط مسئلہ بنا لیتے تھے اور ساری کتاب کو اسی پر قیاس کرتے جاتے تھے، آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میری دانست میں کسی نے ابو حنیفہ سے زیادہ واہی کتابیں وضع نہیں کیں، امام شافعیؒ کا یہ بھی قول ہے کہ میں نے تو ابو حنیفہ کی رائے کو سجارہ کے دھاگے سے تشبیہ دی ہے کہ ادھر کھینچو تو سبز نکل آئے اور ادھر کھینچو تو زرد نکل آئے، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا جاتا ہے کہ مسلمانوں پر ضرر ابو حنیفہ کا زیادہ تھا یا عمرو بن عبید کا؟ تو فرمایا ابو حنیفہ کا، اس لئے کہ اس کے ساتھی اور شاگردوں کی

جماعت تھی، امام ابو عبداللہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اکثر ابو حنیفہ اور ان کے مذہب کے عیوب بیان فرماتے تھے اور ان کے بعض مسائل کو کبھی بہ طور تعجب اور انکار کے بیان فرماتے تھے، ایک مرتبہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے عقیقہ کے بارے میں بہت سی حدیثیں رسول اللہ ﷺ کی بیان فرمائیں اور بہت سی روایتیں صحابہ اور تابعین کی بھی بیان کیں، پھر تعجب کے ساتھ مسکرا کر فرمانے لگے دیکھو ابو حنیفہ اسے جاہلیت کا کام بتاتے ہیں، امام احمد بن حنبل سے ایک مرتبہ کہا جاتا ہے کہ ابو حنیفہ نکاح سے پہلے طلاق دینے کو جائز بتاتے ہیں کہا ابو حنیفہ ایک مسکین شخص ہیں گویا کہ وہ عراق میں رہتے ہی نہ تھے گویا کہ انہیں کچھ علم ہی نہ تھا اس مسئلہ میں تو خاص رسول اللہ ﷺ سے حدیث آئی ہے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روایتیں ہیں اور بیس سے اوپر بڑے بڑے جلیل القدر تابعین سے روایت ہے جیسے سعید بن جبیر، سعید بن مسیب، عطا، طاؤس، عکرمہ، پھر ابو حنیفہ کیسے جرأت کر کے ان سب کے خلاف کہتے ہیں کہ طلاق ہو جائے گی، حضرت امام احمد بن حنبل کا یہ فرمان بھی ہے کہ میرے نزدیک ابو حنیفہ کا قول اور اونٹ کی مینگنی برابر ہے آپ کا یہ بھی فرمان ہے کہ اگر کوئی قاضی ابو حنیفہ کے مذہب کے مطابق فیصلے کرے، اور حکم دے تو میرا فتوی یہ ہے کہ اس کے تمام احکام رد کر دیئے جائیں۔

یزید بن ابو مالک کہتے ہیں ابو حنیفہ نے زنا جیسی حرام چیز کو حلال کر دیا، سود جیسی حرام چیز کو حلال بتایا، مسلمانوں کے خون حرام کو جائز کر دیا، ایک شخص نے کہا حضرت اس کی تشریح کیجئے، تو فرمایا سنو سود کو حلال کرنا تو یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ایک درہم کو دو درہم کے بدلے ادھار لینا دینا جائز ہے، اور خون حرام کو حلال کرنا یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں، اگر کوئی شخص دوسرے کو بڑا سا پتھر مار کر مار ڈالے تو اس کے وارثوں پر دیت یعنی جرمانہ ہے قصاص نہیں، پھر اس جملہ کو ادا کرنے میں نحوی غلطی بھی کرتے ہیں اور کہتے ہیں بابا قبیس حالانکہ بابی قبیس کہنا چاہئے، اور زنا کو حلال کرنا یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر ایک مرد عورت اس

برے کام میں پائے گئے اور لوگ ان کے باپ دادوں تک سے واقف ہیں لیکن تاہم اگر وہ عورت جھوٹ کہہ دے کہ یہ شخص میرا خاوند ہے اور مرد کہہ دے کہ یہ عورت میری بیوی ہے تو دونوں چھوڑ دیئے جائیں گے، ابوالحسن نجار کہتے ہیں کہ یہ فتوے شریعت کے احکام کو باطل کرنے والے ہیں، ابو مسہر فرماتے ہیں دمشق کے اس منبر پر میں نے ائمہ کو ابو فلاں پر لعنت بھیجتے ہوئے پایا، فرھیانی فرماتے ہیں اس ابو فلاں سے مراد ابو حنیفہ ہے، فریانی کہتے ہیں ہم دمشق میں حضرت سعید بن عبدالعزیز کی مجلس میں تھے کہ ایک شخص نے کہا میں نے خواب دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں مشرقی دروازے سے تشریف لائے آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق وغیرہ وغیرہ بہت سے صحابہ تھے رضی اللہ عنہم اجمعین، میں نے دیکھا کہ قوم میں ایک شخص میلے کچیلے کپڑوں والا پراگندہ حال والا ہے حضور ﷺ نے مجھ سے پوچھا اسے جانتے ہو؟ میں نے کہا نہیں، فرمایا یہ ابو حنیفہ ہیں، یہ وہ شخص جس کے عقل نے فسق وفجور کی طرف رہبری کی، سعید بن عبدالعزیز نے فوراً فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ سچے ہیں اگر تم ایسا نہ دیکھتے تو ایسا بیان کر ہی نہ سکتے تھے۔

محمد بن عامر طائی ایک بڑے باخبر بزرگ تھے فرماتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا لوگ دمشق میں جمع ہیں کہ ایک بزرگ ایک شخص کو باندھے ہوئے لیکر آئے اور فرمانے لگے لوگو! اس شخص نے محمد ﷺ کے دین کو بدل ڈالا جو بزرگ میرے پاس کھڑے تھے میں نے ان سے پوچھا یہ بزرگ کون ہیں اور جن کی نسبت یہ فرمارہے ہیں وہ کون ہے؟ اس نے کہا یہ بزرگ تو حضرت ابو بکر صدیق ہیں رضی اللہ عنہ اور جسے یہ باندھ کر لائے ہیں اور جس کی نسبت فرماتے ہیں یہ ابو حنیفہ ہے ابن ابی شیبہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک ابو حنیفہ .... تھے (ا)، ابراہیم حربی فرماتے ہیں ابو حنیفہ نے علم میں ایسی چیزیں وضع

(ا) کتاب میں آپ مختلف مقامات پر اسی طرح خالی جگہ دیکھیں گے، ان جگہوں پر امام صاحب کے بارے میں ایسے نازیبا الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جن کا زبان پر لانا ہم مناسب نہیں سمجھتے ہیں کیونکہ اس طرح کے الفاظ کہنا ہمارے مسلک وعقیدہ کے خلاف ہے (ناشر)

کی ہیں کہ ان سے تو گندہ پانی بہتر ہے، میں نے ایک دن ان کے چند مسائل حضرت امام احمد بن حنبل کے سامنے پیش کئے تھے تو تعجب کے ساتھ فرمانے لگے کہ گویا یہ شخص تو اسلام کا نو آموز ہے،

علی بن جریر کہتے ہیں کہ میں کوفے سے بصرہ میں آیا وہاں ابن المبارک بھی تھے مجھ سے پوچھنے لگے کوفے میں لوگوں کا کیا حال ہے؟ میں نے کہا کچھ لوگ تو ابو حنیفہ کو رسول اللہ ﷺ سے اعلم سمجھتے ہیں میں نے کہا وہ لوگ آپ کو کفر میں امام بناتے ہیں یہ سن کر وہ روئے یہاں تک کہ آنسوؤں سے داڑھی تر ہو گئی اس لئے کہ انھوں نے بھی ابو حنیفہ سے روایتیں لی تھیں، علی بن جریر الابیوردی کہتے ہیں میں ابن المبارک کے پاس آیا ایک شخص نے ان سے کہا کہ ایک مسئلہ میں ہمارے پاس دو شخص جھگڑ پڑے ایک تو ابو حنیفہ کا قول پیش کرتا تھا دوسرا رسول اللہ ﷺ کی حدیث، پہلا کہنے لگا کہ ابو حنیفہ قضا کے احکام بہت زیادہ جانتے تھے، ابن المبارک نے کہا کہ یہ واقعہ پھر بیان کرو میں نے دوبارہ کہہ سنایا تو فرمانے لگے یہ پہلا شخص کافر ہو گیا اس نے کفر کا کلمہ کہا، میں نے کہا حضرت آپ کی وجہ سے وہ کافر ہوا، ان کے کفر کے پیشوا آپ ہیں، کہا یہ کیسے؟ میں نے کہا اس لئے کہ خود آپ بھی ابو حنیفہ سے روایتیں کرتے ہیں یہ سن کر فرمایا میں اللہ تعالیٰ سے ابو حنیفہ کی روایتوں سے استغفار کرتا ہوں میری توبہ ہے،

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں میں نے ابو حنیفہ کے پیچھے نماز پڑھی لیکن میرے دل میں کھٹکا ہی رہا، فرماتے ہیں میں نے ابو حنیفہ سے چار سو روایتیں لی ہیں جب میں عراق جاؤں گا تو ان شاء اللہ سب مٹادوں گا، ابراہیم بن شماس کہتے ہیں کہ میں ابن المبارک کے ساتھ ثغر میں تھا انھوں نے کہا کہ میں یہاں سے جاکر اپنی سب کتابوں سے ابو حنیفہ کا نام مٹادوں گا، فرماتے تھے ابو حنیفہ کی بات پر مارمارو۔ ابن المبارک نے اپنے انتقال سے کچھ دن پہلے ابو حنیفہ کی باتوں پر مارمار دیا میرا خیال ہے کہ یہ روایت ابو بکر عین کی ہے واللہ اعلم۔

حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں امام زہری کی ایک حدیث مجھے ابو حنیفہ کے تمام کلام سے زیادہ پیاری ہے ، امام ابن المبارک کا قول ہے کہ ابو حنیفہ حدیث میں یتیم تھے یہی قول دوسری سند سے بھی مروی ہے ،ابو قطن فرماتے ہیں ابو حنیفہ حدیث میں اپاہج تھے یعنی کچھ نہ تھے حسن بن صالح کے پاس ایک شخص کا ذکر ہوتا ہے جس نے ابو حنیفہ کی صحبت اختیار کی تھی تو کہا اگر وہ نخعی کی فقہ لیتا تو اس کے لئے بہتر ہوتا ،دیکھ کر لیا کرو کہ کس سے سیکھتے ہو ، حضرت سفیان بن عیینہ سے پوچھا جاتا ہے کہ اے محمد آپ کو کچھ مسائل ابو حنیفہ کے بھی یاد ہیں کہا نہیں ، ہر گز نہیں وہ بالکل نہیں اور میں اس سے خوش ہوں ، ابن نمیر فرماتے ہیں میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ ابو حنیفہ کی روایت کردہ حدیثیں بھی نہیں لیتے تھے بھلا ان کی رائے وہ کیا مانتے ؟ حجاج بن ارطاۃ کہتے ہیں ابو حنیفہ ہیں کون ؟ اور ان کی روایت قبول ہی کرتا ہے ؟ اور ابو حنیفہ ہیں کیا چیز ؟ یحیٰی بن سعید قطان محدث سے پوچھا جاتا ہے کہ ابو حنیفہ کی روایت کردہ حدیثیں کیسی ہیں ؟ فرماتے ہیں وہ حدیث جاننے والے نہ تھے ، امام یحیٰی بن معین سے ابو حنیفہ کے بارے میں سوال ہوتا ہے تو فرماتے ہیں ابو حنیفہ کے پاس حدیثیں تھیں ہی کون سی جس کو پوچھا جاتا ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے امام مالک کے بارے میں پوچھا گیا ، تو فرمایا وہ صحیح حدیثوں اور ضعیف رائے والے تھے اور امام اوزاعیؒ کے بارے میں پوچھا جاتا ہے تو فرماتے ہیں ضعیف حدیث اور ضعیف رائے والے ، امام ابو حنیفہ کے بارے میں میں پوچھا جاتا ہے تو فرماتے ہیں ان کے پاس تو نہ تو رائے تھی نہ حدیث ، امام شافعی کے بارے میں پوچھا جاتا ہے تو فرماتے ہیں صحیح حدیث والے اور صحیح رائے والے تھے ،

ابو بکر بن ابو داؤد فرماتے ہیں امام ابو حنیفہ سے کل ڈیڑھ سو حدیثیں روایت ہیں ان میں بھی آدھوں آدھ غلط اور خطا ہیں ، رقبہ کے پاس سے ایک شخص گذرا آپ نے پوچھا کہاں سے آرہے ہو اس نے کہا ابو حنیفہ کے پاس سے فرمایا اپنی رائے خود ایجاد تو کرتے ہو لیکن افسوس اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ

رہے ہو بغیر ثقہ کے، سفیان کہتے ہیں ہم رقبہ بن مصقلہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے ایک تیز چلنے والی جماعت کو دیکھ کر اس سے دریافت فرمایا کہ تم لوگ کہاں سے آئے ہو، انھوں نے کہا ابو حنیفہ کے پاس سے کہا ان لوگوں کو ان کی رائے قیاس کے چبائے ہوئے مسائل تو مل گئے لیکن یہ لوگ بغیر کسی قسم کی مضبوطی کے اپنے گھر والوں کی طرف لوٹتے ہیں، شعبہ فرماتے ہیں مٹی کی ایک مٹھی ابو حنیفہ سے بہتر ہے عبدالرحمٰن بن مہدی کہتے ہیں میں نے سفیان سے حدیث عاصم کے بارے میں دریافت کیا جس میں ہے کہ جب عورت مرتد ہو جائے تو اسے جیل خانہ میں ڈال دیا جائے لیکن اسے قتل نہ کیا جائے تو فرمایا اس روایت کو ابو حنیفہ عاصم سے وہ ابو رزین سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں لیکن ابو حنیفہ ثقہ نہیں ہیں اور ثقہ لوگوں میں سے اسے کوئی روایت نہیں کرتا ،ابو بکر بن عیاش اس روایت کی بابت فرماتے ہیں خدا کی قسم ابو حنیفہ نے اسے عاصم سے ہرگز نہیں سنا، حضرت سفیان ثوری ابو حنیفہ کی نسبت فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ مامون نہیں ہیں وہ ثقہ و مامون نہیں ہیں دو مرتبہ یہی فرمایا۔ حطیم میں ایک مرتبہ ابو حنیفہ کا ذکر حضرت سفیان کے پاس ہوتا ہے تو طواف پورا کرنے تک فرماتے رہتے ہیں وہ نہ ثقہ ہیں نہ مامون، ایک روایت میں تین مرتبہ ان الفاظ کا دہرانا بھی ہے۔

ایک مرتبہ حضرت سفیان نے ایک حدیث بیان کی ایک شخص نے کہا مجھ سے فلاں نے دوسری طرح حدیث بیان فرمایا وہ کون ہے کہا ابو حنیفہؒ، سفیان نے فرمایا وہ اس فن سے نا آشنا ہیں۔ایک مرتبہ آپ نے ایک مسئلہ کا جواب دیا جس پر ایک شخص نے کہا اس بارے میں ایک اثر ہے فرمایا کس سے، اس نے کہا ابو حنیفہ سے، کہا تو نے اس فن سے نا آشنا شخص کا نام لیا۔ عبدالرزاق فرماتے ہیں میں نے ابو حنیفہ سے بیس اوپر کچھ روایتیں لکھی ہیں لیکن صرف اس واسطے کہ ایک نام میری فہرست میں بڑھ جائے۔امام احمد بن حنبلؒ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ ایک مرتبہ اپنے والد حضرت امام احمد سے پوچھتے ہیں کہ ایک

شخص کو امر دین میں کسی مسئلہ کی ضرورت پڑے خواہ وہ مسئلہ ایمان کے بارے میں ہو خواہ طلاق کے بارے میں اب وہ چند اہل رائے کو پاتا ہے اور چند اہل حدیث کو، لیکن وہ اہل حدیث اگر اچھی طرح حدیث یاد نہ رکھتے ہوں اور ضعیف حدیث کی انہیں پہچان نہ ہو اور قوی سند کو بھی وہ نہ جانتے ہوں تو وہ شخص مسئلہ کس سے پوچھے آیا اہل رائے سے یا اہل حدیث سے، فرمایا وہ اہل حدیث سے پوچھے اور اہل رائے سے ہرگز نہ پوچھے، ضعیف حدیث بھی ابو حنیفہ کی رائے سے اچھی ہے عبداللہ بن احمد کہتے ہیں میں نے اپنے باپ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ابو حنیفہ کی حدیث ضعیف ہے اور ان کی رائے کمزور ہے۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں ابو حنیفہ جھوٹ بولتے تھے۔ (جن لوگوں نے ابو حنیفہ کی جانب جھوٹ کی نسبت کی ہے ان کی مراد یہ ہے کہ وہ احادیث کے بارے میں جھوٹ بولتے تھے) ایک شخص نے امام یحیٰی بن معینؒ کے سامنے کہا ابو حنیفہ جھوٹے آدمی تھے فرمایا ابو حنیفہؒ جھوٹ بولنے سے پاک صاف تھے وہ سچے آدمی تھے لیکن جس طرح اور بزرگوں کی روایت کی ہوئی حدیثوں میں کلام ہے اسی طرح ان کی بھی۔ ایک مرتبہ انہی سے ابو حنیفہ اور ابو یوسفؒ کے بارے میں سوال ہوتا ہے تو جواب دیتے ہیں کہ ابو یوسف ابو حنیفہ سے زیادہ ثقہ تھے سائل پوچھتا ہے پھر کیا ابو حنیفہ جھوٹ بولتے تھے فرمایا وہ اپنے نزدیک اس سے زیادہ بزرگ تھے کہ وہ جھوٹ بولیں۔ یہی یحیٰی فرماتے ہیں ابو حنیفہ میں کوئی حرج نہیں وہ جھوٹ نہیں بولتے تھے وہ ہمارے خیال میں سچے آدمی ہیں ان پر جھوٹ کی تہمت نہیں، انہیں ہبیرہ نے عہدۂ قضا قبول نہ کرنے پر مارا پیٹا بھی لیکن وہ انکار ہی کرتے رہے۔ یہی یحیٰی بن معین فرماتے ہیں کہ محمد بن حسن کذاب تھے اور جہمیہ تھے اور ابو حنیفہ جہمیہ تھے لیکن دروغ گو نہ تھے۔ فرماتے ہیں ابو حنیفہ ثقہ شخص تھے انہیں جو حدیث یاد ہوتی اسی کو بیان کرتے جو حفظ نہ ہوتی اسے بیان نہ فرماتے۔ ایک مرتبہ سائل کے سوال کرنے پر آپ نے فرمایا ابو حنیفہ ثقہ ہیں ثقہ ہیں خدا کی قسم وہ ہرگز جھوٹ نہیں بول سکتے ان کی قدر وعزت اس کے لائق نہیں کہ وہ جھوٹ کہیں۔ ایک مرتبہ پوچھا گیا کہ کیا سفیان

نے ابو حنیفہ سے حدیث بیان کی ہے کہا ہاں، ابو حنیفہ ثقہ تھے حدیث وفقہ میں سچے تھے اللہ کے دین میں مامون تھے، لیکن اس روایت کی سند میں احمد بن عطیہ ہیں اور وہ ثقہ شخص نہ تھے۔ امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں ابو حنیفہؒ حدیث میں ضعیف تھے، فرماتے ہیں ان کی بیان کی ہوئی حدیثیں نہ لکھا کرو۔ امام علی بن عبداللہ مدینی سے ابو حنیفہ اہل رائے کے بارے میں پوچھا جاتا ہے تو وہ انہیں سخت ضعیف بتلاتے ہیں اور فرماتے ہیں اگر وہ میرے سامنے بھی ہوتے تو میں ہرگز ان سے کوئی روایت نہ لیتا انہوں نے پچاس حدیثیں روایت کی ہیں جن میں غلطی کی ہے، ابن الغلابی فرماتے ہیں ابو حنیفہ ضعیف ہیں۔ ابو حفص عمر بن علی فرماتے ہیں ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رائے قیاس کرنے والے، حافظ نہیں ہیں وہ مضطرب الحدیث ہیں، ان کی روایت واہی ہے وہ خلاف شرع نوایجاد باتوں کے ماننے والے تھے۔ ابراہیم بن یعقوب جوزجانی فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہ کی روایت کی ہوئی حدیث کی اتباع نہ کی جائے نہ انکی رائے قیاس کو مانا جائے، شیبہ فرماتے ہیں ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ سچے ہیں لیکن حدیث کے ضعیف راوی ہیں۔ امام مسلم بن حجاج فرماتے ہیں ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ صاحب الرائے مضطرب الحدیث تھے ان کے پاس صحیح حدیث کچھ زیادہ نہیں۔ امام احمد بن شعیب نسائی فرماتے ہیں ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی حدیث میں قوی نہیں۔ ہیثم بن عدی فرماتے ہیں ابو حنیفہ نعمان بن ثابت تیمی تیم بن ثعلبہ کے مولیٰ بغداد میں ۱۵۰ھ میں فوت ہوئے۔ ابو نعیم فرماتے ہیں امام صاحب کا انتقال ۱۵۰ھ میں ہوا اور پیدائش ۸۰ھ میں، عمر ستر برس کی ہوئی، عبداللہ بن سلیمان حضرمی فرماتے ہیں کہ امام صاحب نے ۱۵۰ھ میں انتقال فرمایا، ستر برس کی عمر ہوئی تھی، قعنب بن محرر بن قعنب کا فرمان ہے کہ امام صاحب سوق یحییٰ میں ۱۵۰ھ میں فوت ہوئے، سلیمان بن ابو شیخ فرماتے ہیں حسن بن عمارہ نے امام صاحب کے جنازہ کی نماز پڑھائی جو بغداد کے قاضی تھے اور یہ واقعہ ۱۵۰ھ کا ہے، ابن عفیر فرماتے ہیں ستر سال کی عمر میں امام صاحب ماہ رجب ۱۵۰ھ میں فوت ہوئے۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں امام ابو حنیفہ نعمان ثابت کوفی ۱۵۰ھ میں فوت ہوئے ابو موسیٰ محمد بن المثنیٰ بھی یہی کہتے ہیں یحییٰ بن معینؒ ۱۵۱ھ ہجری میں بتلاتے ہیں اور بقول زعفرانی آپ مقابر خیزران میں دفن کئے گئے۔ مکی بن ابراہیم کہتے ہیں امام صاحب کا انتقال ۱۵۳ھ میں ہوا آپ خزاز یعنی ریشم فروش تھے میری ملاقات آپ سے کوفے میں اور بغداد میں اور مکہ شریف میں ہوئی ہے۔ حسن بن یوسف فرماتے ہیں امام صاحب کے جنازے کی نماز چھ مرتبہ پڑھی گئی کیونکہ لوگوں کا اژدہام بہت زیادہ تھا آخری مرتبہ ان کے بیٹے حماد نے نماز پڑھائی اور حسن بن عمارہ اور ایک دوسرے شخص نے آپ کو غسل دیا، ابو عاصم کہتے ہیں سفیان ثوری ابو حنیفہ کے انتقال کے دن مکہ میں تھے انہیں آپ کے انتقال کی خبر پہنچی تو فرمایا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے جس چیز میں اکثر لوگوں کو مبتلا کیا ہمیں اس سے بچالیا۔ حضرت سفیان نے آپ کی خبر سن کر رحمہ اللہ نہیں کہا بلکہ فرمایا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے اس چیز سے ہمیں بچالیا جس میں وہ مبتلا تھے، عبد الصمد بن حسان کہتے ہیں جب ابو حنیفہ کا انتقال ہوا تو مجھ سے سفیان ثوری نے کہا کہ ابراہیم بن طہمان کے پاس جاؤ اور ان کو خوشخبری سنادو کہ اس امت کو فتنے میں ڈالنے والے کا انتقال ہو گیا جب میں ان کے پاس پہونچا تو وہ قیلولہ کر رہے تھے میں واپس آگیا اور کہا کہ وہ قیلولہ کر رہے ہیں انہوں نے کہا کہ دوبارہ ان کے پاس جاؤ اور ان کے کان میں یہ آواز پہنچادو کہ اس امت کا فتان مر گیا۔ میں کہتا ہوں کہ سفیان ثوریؒ کا قصد یہ تھا کہ چونکہ ابراہیم بھی مرجیہ تھا اس لئے اسے یہ غمگینی کی خبر ہو جائے۔ بشر بن ابو الازہر نیساپوری فرماتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک جنازے پر کالا کپڑا پڑا ہوا ہے اور اس کے ارد گرد پادری لوگ ہیں، میں نے پوچھا یہ کس کا جنازہ ہے؟ لوگوں نے کہا ابو حنیفہؒ کا، امام ابو یوسف سے میں نے اپنا یہ خواب بیان کیا تو انہوں نے کہا اسے کسی اور سے ذکر نہ کرنا۔



خطیب الہند

مولانا محمد جونا گڑھی

کی چند اہم مطبوعات